

الْحَقُّ يَعْلُو وَلَا يَغْلِي

الفتوحات الصمدية

الملقب

بالفيوضات الشمسية

یعنی سوالات عشرہ ستفسر خانپوری صاحب کے جوابات مع سوالات اشاعشر
از اخادات

شمس العارفین زبدۃ المحققین دین الذکیاء تاج العلماء ایضاً من آیات اللہ حضرت عالم
حضرت نانائیر سید مہر علی شاہ صنا چشتی قادری قدس



بہتمام

حضرت شاہ عبدالحق صاحب مدظلہم العالی

جملہ حقوق محفوظ ہیں



بارچہام

مقام اشاعت _____ گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد

تاریخ اشاعت _____ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

نظامی _____ محمد ریاض

۵۔ مرد و ان کے قریبی رشتہ داروں کی طرف سے



یونیٹ پر مشتمل

فون: ۴۵۵۳۷۱۱-۴۵۵۳۷۲۲

تخلیہ : ۳۰ روپے

پیش لفظ

حاصلہ اعلیٰ۔ قانون کلام پر واضح ہو کہ حضرت قبلہ عالم گلزاروی دہلی سے متعلقہ
سلیف جیستہ تھے جن کی گواہی بیشواہن کی فرست میں ابن عبدالعزیز کھدی کا تذکرہ بھی کیا تھا۔
جن پر اگر ہم کی حالت میں تعلقہ ابن آپ کے خلاف اشتعال میں ملجھی جلا کر منسوخہ میں
مزانیوں کے خلاف مکرر میں اکثر فقیر تعلقہ عبدالعزیز کھدی میں رابطہ اہل حق سے چنانچہ
عمومی جلا عبدالعزیز خاوی کا حضرت کی طرف ایک مکتوب جس میں حضرت کا جامع خیرات و
برکات منع نہایت و فیوض تھا۔ لکھا اور مولوی محمد حسین صاحب باہوی کی کتاب خیر و کاملہ
و خیر و اس پر شاہد ہیں نیز اس وقت جلا یوں میں مولوی ابو القاسم خاوی نے اس کے بارے میں ایک
مذہبان کا تذکرہ میں رنگ میں یہ صاحب کرے ہیں اس کے بعد کسی طریقہ سے ممکن نہ تھا۔
ابن عبدالعزیز کھدی کی تردید میں حضرت ہی مندرجہ تھے کہ آپ سے قبل عمر بن شریفین
اور دیگر صاحب السیاحہ کے بعد اہل سنت اہل باطن یعنی ابن عیاض میں فروغ دیا ہوگا اور خاوی
خاوی سے پہلے ایک صاحب السیاحہ نے جلا علی غلظہ میں سلطان محمد کھدی کی کتاب الصدور السیاحہ پر یہ
قادر ہے۔ جو تفسیر کے مشہور عالم اہل باطن خاوی نے خاوی نے خاوی نے خاوی نے خاوی نے خاوی نے خاوی نے
ابن فروغ دیا ہوگا اور خاوی میں شاہد ہے۔ اور اس وقت کے اکثر علمائے ہند میں جلا عبدالعزیز
کی تردید میں کافی کچھ لکھتے تھے۔ چنانچہ مولوی صدر اللہ خان صاحب دارالحدیث نقشبندیہ
کی کتاب ذبہ الدلالت میں لکھتے ہیں :-

[illegible]

[illegible]

مَلَائِكَةُ الرَّسَالِ كَمَا ارَادَ : وَمَنْ يَعْطُوْا شُعَائِيْ الْعَلَمُ فَاَتَاهَا مِنْ قَعْوَى الْقُلُوْبِ . (الاية سورہ حج) اور جو کوئی ادب نہ کرے اللہ کے نام کی چیزوں کا سوا وہ دل کی پریمیز نگاری کی بات ہے۔

اور بیت آخرت میں ایک حرف ہر کہ چلنے والے اوتار اترنے فرماں ہے
وَالَّذِينَ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ آلَةً لَكَ فَرَحْنَاهُمْ فَبَشِّرْهُم بِمَا كَانُوا يَسْتَغْفِرُونَ
یابا ہے! تم کو جس شے سے میں کوئی گناہ نہیں اٹھاؤں گا اس کے لئے تم کو خوشخبری
تقریباً تم کو کاشتمار اللہ ہونا اگر تم ان سے کہیں گے کہ تم کو انہیں علیہم السلام اور ان کے
کامیں تمہیں کو خدا کی ذات کے ساتھ وہ کامل نسبت ہے جس کی تم کو بھی ان کی ہی نہیں
کر سکتا اور وہ اللہ ہی ہیں جس کی تمہیں تمہیں ان کے ساتھ وہ کامل نسبت ہے جس کی تم کو بھی ان کی ہی نہیں
وَالَّذِينَ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ آلَةً لَكَ فَرَحْنَاهُمْ فَبَشِّرْهُم بِمَا كَانُوا يَسْتَغْفِرُونَ
لِحُكْمِهِمْ وَالَّذِينَ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ آلَةً لَكَ فَرَحْنَاهُمْ فَبَشِّرْهُم بِمَا كَانُوا يَسْتَغْفِرُونَ
تھے تب کے حضور میں آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ میں سے حق میں
بشش طلب کرتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ میں سے حق میں
اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ میں سے حق میں
اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ میں سے حق میں

[illegible]

رویند کے مشہور شیخ الحدیث علامہ اوشاکوٹشہری کے تقریرات پر بعض افسانہ پردازوں کا کتابت و مولانا میں اہل بدالوہاب کے متفقہ کھاتے : کلان رجلاً بلیداً قلیل العلم و کلان یتعلم اهل الحکمة بالکفر و ہاں تک کہ ذہن خود را طمع و الا شخص خدا، لیکن اس سے بڑھ کر دشمن اہل الزہد ہوئے، جیسے ان کے مسلمانوں کے ایک شخص نے بڑے ذہنی و مخلص مشہور مولے کے وجود و ہائی میں ان کی شاکست میں سرورد کوشش کی، چنانچہ بعض عیسائی مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی بدست صاحب غزنوی اس لیے میں تقریر میں، اول الذکر کی کتاب "تقریرت المایان" نامی تقریر کی تھی جو میرے جس کی تردید میں حاضرین اور بعد کے شخص نے میری کسی کن میں حضرت استاذ العلماء مولانا فضل بن صاحب خیر آبادی کی غرض سے قابل ذکر ہیں۔ دہلوی نے کتب کے شکر کے لیے کتب عامیہ تقریرت الیچ کے کفر زبان اور شہدہ اور مولانا صاحب کتب عامیہ کا تذکرہ کیا ہے کچھ کے لیے کتب عامیہ دہلوی کے تقریرت میں میں مصداق میری کتب عامیہ دہلوی اور علامہ اوشاکوٹشہری صاحب حضرت کے تقریرت بخاری میں بھی ذکر کیا ہے واقعہ جو کتب اور غرضی صاحب کی حقیقت اور تہجد و اب سے بھی آگے لکھی، چنانچہ انہوں نے تقریرت میں کی تصدیق کی ہے تقریرت بدست قرار دے کر ایک شخص نے خود کی بنیاد اور جو علی حدیث مشہور میں علامہ خود مرتبین خود مقدمہ اور ابن حزم سے فرمایا اتباع سنت تبریر میں عجائب اصول و اسلامی خود بخود اور حدیث پر تبریر میں علی کرا، افضل سمجھا۔ مولانا نے جو مجموعہ تہجد ان اہل اسلام کو خود و نام میں خود اور ان کے خود کرک و بدست قرار و حضرت قید و لا کو ذریعہ تقریرت نے ہے اور میں اس لشکر کے خلاف کل جواب کی میں کی تفصیل عجائب کے مخطوطات، تقریرت، قیدی، رسالہ پرا اور آپ کی مشہور تصنیف "اعلا کلمتہ ذی بیان، اعلیٰ بلیدہ اللہ" میں موجود ہے، اس کتاب میں میں خود اور مولانا خود کے درمیان فرق بیان فرما کر ہے، یہ کتاب تولد کے جس میں اور میں ان کو کیا و اولیٰ حکومت اہل اسلام کی میں میں پرا عجیب و غریب تقریرت میں جس میں خود اور ان کے کتب میں ہے۔ اور میں اہل اسلام کی میں میں خود کے خلاف جذبی میں خاص اس کے آپ کو کتب میں علامہ مولوی عبد الباقی صاحب

فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت کی پیش گوئی پوری اُترتی اور مخالفین سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ اس وقت کو بچانے کے لیے دو سال کے بعد مولوی علیہ السلام نے ایک نکتہ شائع کر دیا جس میں بعض جوابات پر نیز مقتول ان حضرات کے کچھ دیگر چوکے پر سات سالات کے جوابات میں کئی نکتے ہیں لہذا ہم پر یہ صاحب کے سالات کے مل کی ذمہ داری نہیں۔ غامضی صاحب کی اس منجلی خلق کی تردید میں مولانا محمد غازی صاحب نے رسالہ "عملیہ دوسالہ" شائع فرمایا جس میں شیخ ابن تیمیہ اور ابن عبد الوہاب کے تفسیرات کی تردید کے ساتھ غامضی کے اعتراضات کی خوب کٹنی مٹنی اور چونکہ غامضی نے اپنے ان رسائل میں حضرت شیخ اکبر رحمی العین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شان میں کثرت و تشیع کا کام لیا تھا جس پر بطور اتمامِ نکتہ حضرت کے حسبِ ایشاد اس ضمن کا ایک اشتہار شائع کیا گیا کہ آپ امِ قرسم پر بیچ کر طلاء الہی حدیث کی مجلس میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے مذہب و مسلک کو قرآن اور حدیث اور اجماع و اجتہاد کی مدافعت میں حق ثبات کر دے کہ وہ تیار ہیں۔ اگر ثابت نہ کر سکے تو دوجہاز دہیے ہر جہاز کے طور پر بیچ کر دیں گے لیکن اگر حضرت نے طلاء جماعت نہ کر دہ کہ وہاں جواب کے قائل نہ دیا تو آپ کو ان کے تحریری اقرار لینے کا حق حاصل ہوگا کہ آئندہ ان کی جماعت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی کچھ تردید کا از تکب نہیں کرے گی۔

اس اشتہار دعوت کا مخالفین کی طرف سے کوئی جواب نہ موصول ہوا اور حضرت اہل اللہ کے خلاف یہ سب دقت کا سلسلہ مخالفین کی دائمی رسوائی کا موجب ہوا۔
چوں خدا خواستہ کہ پردہ کس دور
میلش اندر طست نہ پا کلاں زند

سیار مندرگاہِ مہربانہ
فیض احمد فیض عود کند بسی کہتا و نصیل بکھر شمعِ بیاد فانی
حالِ خیم آستانہ عالم کو لا اشریت مہم منور مستند

نقل اشتہار مذکور ہے۔

مولانا مولوی محمد غازی صاحب کیل آستانہ گولڑا اشریت کی طرف سے
جناب مولوی عبدالجبار صاحب کا ترجمہ لکھنؤ اور ان کے مقتدیوں کیلئے نقد

دعوتِ نازِ رومیہ انعام

کچھ عرصہ ہوا کہ تین ہمال کے جنگلوں سے ایک پہاڑی صاحب دہلی پڑھنے میں آئے ہیں۔ ان کو کچھ مدد کش کی خاطر شہرت دے کر اچھی۔ دایمیں بائیں بیہیت بہتہ تھانوں ماسے گزشتہ نقد پر سے دہا فوشی سے آگے بڑھنے نہ دیا۔

آخر ان حضرات نے کچھ وقت کے اعراض سے فائدہ اٹھا کر بزرگانِ دین و دنیویان شرع متین کی شان میں گستاخانہ تحریریں شائع کرنی شروع کیں تاکہ کچھ نسلان چو شمس بالوان کے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ان تمام کچھ تہیت کھڑا رکھوں نے آج کل اپنی شہرت کے لیے نہایت کردہ لیکن آسان پیل یہ اختصار کر رہی ہے کہ کسی بڑے آدمی کو اپنا مد مقابل بنا کر شہر ہو جائے۔

چنانچہ اسی شہرت جہی کی بزم سے ان صاحب نے بھی زیدۃ العافین کمرۃ الکاملین عظیم دورانِ تمدن ان تینہ نامہ مقدمہ حضرت خواجہ میر تقی میر علی شاہ صاحب گڑگڑی دست برکاتہم کو بڑھ کر نامہ خود و اپنا تہذیب قابلِ قرار دے کر گندی اور ناپاک مخالف مسلّ و نقل تحریریں کمرۃ بعد مرقع طبع کر کر شائع کیں مگر اس بزرگ زیدۃ خطراتے۔

انذا نطلق السبقہ فلا تبصہ
خبر من اجابتہ الکویت
کو ان بزرگات کا جواب کہ ان کی شرعاً ہی دیکھانے کے لیے بان کا علمی ماہر معلوم کرنے کے لیے کبھی کبھی کچھ بھی تحریر کیا ہے لیکن وہاں کی سرگردانی فی ظنی انہو صیغہ چون کا نظارہ پیش کرتی رہی۔

حال ہی میں انہیں مبارکی سے حضرت تہذیب و تمدن ہما حضور مودع الشان اور دیگر اکابر بزرگانِ اسلام کی نسبت جو حقیقی تجریشانی کہ ہے اس کے تعقیب میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ان کی جماعت کے ہی ایک تامل جناب مولوی ابوالخیر آستانہ صاحب مولوی فاضل اسکندری اہل حدیث کا نقوش اپنی اخبار اہل حدیث مورخہ ہر قدری تاملتہ میں لکھتے ہیں :
تھمارے بھائی ترمز خندہ دار ہیں۔ ان کا بھروسہ طلب کا رنگ اور طرزِ تحریر مکررہ

ہے اور نہایت گروہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فی حقیقت آدمی نہ اس قسم کی تحریر کر سکتا ہے :
 بدھ کہتا ہے، قاضی لاٹھ صاحب کو پابت تھا کہ اس مسئلہ پر کچھ لکھتے سے پہلے اس کو
 سمجھنے کی کوشش کرتے۔

فاضل ایڈیٹر نے پوری جرات سے کام لیا ہے یا اس وقت وہ "حق بر زبان جاری"
 کے صفت میں لکھ رہے ہیں

مولوی عبدالرحیم صاحب کے مبارک شاگردوں کی سعی و تہجد کے بعد جناب ایڈیٹر کی فہم فانی ہمت
 کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان منوان "آنوی موعوض اور آسان فیصلہ" شائع ہوا ہے۔

"امیر شریعہ ہم گنگہ خدمت جناب مولوی عبدالرحیم صاحب جاز ہوئے کہ اس غرض
 سے تیار ہیں کہ عازمین ہند کے سامنے تاج حضرت علمائے اہل حق تعالیٰ حضرت شیخ اکبر چاندس بڑے کے
 قول ذیل مندرجہ خط فتوحات کتبہ الحمد للہ الذی اوجد الاشیاء عن عدم وعدہ
 کی تشریح فرما دیں گے اور مطلقہ تعالیٰ روز قیامت کی حرج ثابت کر دیں گے کہ حضرت شیخ نے
 حضرت شیخ اکبر کا مذہب و طلب نہیں سمجھا۔ لہذا قاضی لاٹھ صاحب کے کلام مذکور بالا کا کراہی
 وغیرہ انتقام کو پھر جسارت سے ذہن پر جوگا کہ جب مضمون جناب حضرت امیر شریعہ صاحب کا رد کیا گیا ہو
 گی۔ حضرت صاحب مذکور اور ان کے متبعین میں سے وہ حضرت میں کی تصحیح و تصویب پر

یہ فیض داخل موضع خارجہ رشتہ زانیہ کی کاوش ہے جو کہ ہمارے فرائض کا ایک گوشہ ہے
 جو کہ ہمارا کام ہوتا ہے لہذا ہماری کھال ہے۔ جیسے ہاشم غلبہ کو بخانی ابراہیم ہندوستان کی ہمت نے
 لے کر دیویشا لٹھ صاحب اس کی بے رحمی کے سخت جو کہ کھال ہے اس پر بھی غلبہ چڑائی کے سختی ہوتی ہے
 لٹھ صاحب اہل حیرت امیر سرورہ (۱) اور مولانا لٹھ صاحب مولوی فاضل لکھنؤ
 "چشم شک نہیں کہ قاضی لاٹھ صاحب جاری جماعت اہل حیرت کے لئے مہر مہر ہیں۔ ایسے مہر نہیں
 کہ ہر بڑے سے نامور مولانا حضرت جی صاحب کے خیال میں اہل حیرت نہیں۔ اس لئے کہ ان کی نسبت زیادہ
 ذہن دار ملنے دیکھا کہ جو کہ ہم کو بہت زیادہ حق ہے۔ لہذا ہم نے ان کی بے پرواہی کے متعلق سے عدم جان
 صاف نہیں کیے کہ ہمارے ہمیں امیر سرورہ دارین کو کہوں کہ ابو اور دادا صاحب کا گنگہ روز قیامت کو کہتے
 اور نہایت کڑی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ فی حقیقت آدمی نہ اس قسم کی تحریر کر سکتا ہے۔ قاضی صاحب جو کہ
 اہل حیرت اور ہمارے امیر سرورہ کے ہمتورہ نامور مولانا عبدالرحیم صاحب فرمائی ہے کہ اگر وہ میرے ہیں
 اس لئے کہ اس وقت سے ہم بہت نہیں ہیں اور لکھنے والے انہوں نے کہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے ہماری
 جماعت اگر ہم ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب کمال ہیں کہ جو ان کے سامنے آجائیں ان کی دھمکے سے بے
 گشتہ ہیں کہ انھوں نے قاضی لاٹھ صاحب کی کھالیں توڑ دی ہیں ہوں۔" (وقیعہ وقیر ۱۰)

معاذ اللہ کچھ حضرت شیخ اکبر مندرجہ آقا ابراہیم و مصمم شائع کی گئی ہے کہ بعد میں سے
 نہایت ادب سے مخاطب کئے جائیں گے۔ یعنی ان حضرات سے استفادہ کیا جائے گا کہ ان کی
 ریت کی بھی حدیث کا مطلب سب الاستفسار بیان فرما دیں۔ کامیابی پر وہ ہزاروں پرستاروں کی
 ایک ہزار خدمت جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اور ایک ہزار درویشان کے مستحقین کی
 خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ درمونت کامیابی ہم کو ان سے تحریری معاہدہ ذیل لینے کا اتفاق
 نصبرے گا کہ آئندہ بھی بائیں لایت قبولان خدا تعالیٰ پر ایسے الزامات پرگزرا دیں گے۔
 فاضل بن اجازت نامہ کا انتقاد ہم کو صمد ایک باوجود کچھ ہوگا۔ اس صمد کے اندر اگر اجازت
 نہ پہنچا تو پھر بھی یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ لوگ باکے نفس و محبت ہیں اور بوجہ کم عمری حضرت شیخ
 رحمہ اللہ و خیر و اہل حق پرے جانے گئے ہیں۔ والسلام تیر قلم۔ والآخر دعوانا ان الحمد
 للہ رب العلمین والصلوة والسلام علی خاتون النبیین والہ و اوصالیہم اجمعین۔

العیاذ باللہ فی ذلک انما ذکرنا شریف۔ ربیع الاول ۱۳۳۵
 اس مہینہ کی صحت میں سے آج صرف ایک نمبر باقی ہے اور ظاہر کوئی انتقام تصفیہ
 امر متنازعہ قرار پائے یا انعام خیرہ و وصل کرنے کا مولوی عبدالرحیم صاحب محدث امیر شریعہ
 ان کے مستحقین کی طرف سے ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ البتہ ہر ربیع ثانی کو آپ کے ہماری بڑائی کی
 شاکر و دلخوشی سے باوجود کاشنا رو کیا ہے جو اصل مسئلہ سے گزر کر کہتے ہوئے اس بات کا
 ثبوت سے کردہ و دل سے باقی عاجز ہیں اور باوجود ہزاروں دیکھا اعلان شہر ہونے کے
 بھی مولانا محمد غازی صاحب کے مقابلے کے متعلق قابل نہیں ہیں۔ اس کی ہم کو زبردستی
 عبدالرحیم صاحب کو مولانا محمد غازی صاحب کے اعلان کا اعادہ کرتے ہوئے درود بجا دینی
 (۱) لٹھ صاحب ایک ماہ بعد و آخر ہونے کی طرف توجہ دلا کر ان کی پوری اشتیاد باز کی لٹھ فیصل
 سے باز رہنے کی التجا کرتے ہیں۔ اور دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ اگر تحقیق حق کے لئے ان
 چالیسوں کے علاوہ کچھ بھی تعلیمیت بھی سے تو مطلق اشتیاد مولانا محمد غازی صاحب
 دو ہزار روپیہ وصول کرنے سے تیز تحقیق حق کے لئے علمی میدان میں آئیں مگر آئندہ مطلقانہ
 پر ایسے لٹھ اور جہان ہند سے ملے جس اقراں کے جاندار نہیں۔ ہر سرور علم اور
 سے انصاف اور حق سے روگردانی آپ کے ایک شخص تحقیق حق کے لئے ایسا نبوت آپ کے
 میں شہنا اور آپ کے اہل آپ سے لکھنے کی درخواست کہ تاہم پھر جہاں درخواست کی
 نہیں بلکہ علاوہ کاشنا رو کیا ہے اور صارف کثیر کا تھیل ہونے کے دو ہزار روپیہ آپ کی زندگی
 کرتا ہے اور اس کو جواب نہ دیا جائے گا کہ ہمارے جناب ہم کو کھانے کوام کے
 مقابلہ میں صرف ماہوں سے ہی کام لیا جائے تو آئندہ فقیر و حیرت کے گردان ہائے حق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفتوحات الصمدیہ

المثلث

بالفیوضات الشمسیہ

سوالات عشرہ مستفسرہ خانپوری صاحب جوابات

والصبر رائے ناظرین ہو کر خانپوری صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰ لغایت صفحہ ۳۰ میں مسئل سوالات تحریر فرمائے ہیں جو وہ خود جو نہایت ہی دلائل میں سمجھتے ہیں اور ان سوالات کے شروع اور خاتمہ پر انہوں نے ایسے فقرات لکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کے ہم بنیاد سے گویا انہوں نے کوئی بہت بڑا فقیر و علم و فضل اپنی ذات کے لیے بھیج دیا ہے اور ان سوالات کے جواب دینے کو وہ اگر بالکل نا ممکن نہیں سمجھتے تو قریب نا ممکن کے قریب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کی اپنی طرز عبارت و بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان سوالات کا مطلب بھی نہیں سمجھتے چہ جائیکہ ان کے جوابات کو سمجھیں۔

چونکہ خانپوری صاحب کا رسالہ زیر بحث خود ان کی علمی طاقت کا شاہد ہے اور ان کے منبع علم اور ان کے ان سوالات کو ہم بنیاد کی حقیقت بھی معلوم تھی۔ لہذا خاکسار نے غور و تأمل سے ان سوالات کے جوابات تحریر کر کے ان کے شائع کرنے سے پیشتر مناسب سمجھا کہ اپنے اس دعویٰ کو تصدیق کی حد تک بنیادوں پر کھانی دے کر صحت ان سوالات کا مطلب بھی لکھتے اور وہ ان سوالات کے جوابات دینے سے بھی بالکل عاجز اور قاصر ہیں۔ چنانچہ انہیں نام لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل خط خانپوری صاحب کی خدمت میں بذریعہ برٹری ڈاک ارسال کر دیا اور جوابی رسید بھی بذریعہ ڈاک منگوائی تاکہ صمدی اس خط کے پیشینہ سے انکار کی گنجائش بھی ان کو نہ مل سکے۔ اور امتیاطاً اس خط کو بھیجوا کر بطور اعلان عام بھی توام اس کا سس میں شائع کر دیا۔ خط مذکور حسب ذیل ہے:

اعلان عام

مندرجہ ذیل خط خاکسار نے بذریعہ برٹری خدمت مولوی عبد اللہ صاحب خانپوری

لکھ کر ایک مبالغہ باز جماعت تیار کی ہے جن کو بھی بلا بیان سے صلیق سر و کار نہ ہو اور دُعا میں مانگا کریں کہ خدا یا اہل علم کو ہلاک کر دے۔ لغو باد۔ نہیں مولوی صاحب آپ سے ہم کو یہ امید نہ رکھنی چاہیے۔ پس آپ بخار اسلام اور مسلمانوں پر رحم کر کے مولانا محمد غازی صاحب کے اعلان کے متعلق کوئی مقبول انتہاء ہم کر کے اس قضیہ ناموس کو محفوظ رکھنے اور مسلمان جو پہلے ہی دانا دار ہوئے ہیں ان کی بری بھی وقت کو بھی متشنہ کر کے ان فلک زدوں کی کشتی طوفان کرنے کے اسباب کو ترقی نہ دیکھنے اور امام الجماعت ہونے کی حیثیت سے یومئہ خطو المعلنات واجب ہر ماہ و مہینہ کا چھ خیال رکھنے۔ والسلام غیر الختم۔

نیا زمانہ

شیر محمد خان بہادر۔ سید نور علی ترم مزملیہ کوڑیہ کوڑیہ پنجاب

توام محمد کوٹھیہ کشمیری بازار لاہور۔ حبیب اللہ و قیوم

ازاد مسلمان دہرا گڑھ شریعت

زقیم را دل پیڑھی (بھیجا ہے جس کی نفس علاج عام کے لیے شائع کی جاتی ہے۔

غسارہ، قلام مرثیہ مدرس دارعلوم اشاعت لاہور۔

نقل خط مذکور

جناب مولوی صاحب خان پوری

تَحْمَدُ دَا وَصَلَّى عَلَی رَسُوْلِهِ لَکِنْ نَبُوْہُ آپ نے جو ایک پھر غول رسالہ تجوڑا بقا علی
چنشی لاہوری طالب علم گولڈ اسٹریٹ کے چند خطہ سوالات کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ
اتفاقاً اپنی دہلی میں غسارہ کے مطالعے کو ذرا اور کچھ عجیب ہوا کہ ایک خورد رسالہ
طالب علم کے جانب علماء سوالات کے مقابلہ میں آپ اس قدر بخود ہو گئے کہ جوش بخودی
میں ایسے لطواریت و جزئیات و مرقعات کے قودہ خود آپ نے کچھ ہاے بن کے
کھنے سے ایک جاہل مسن شخص کو بھی تامل جو ناپا لیتے تھے اس سے زیادہ عجیب اس امر پر جو
کہ ان معمولی طالب علم سوالات کے جواب بھی آپ نے ایسے بے سرو پا اور بوسے دیتے جو
ایک ابتدائی طالب علم کی لیاقت سے بھی کمتر ہیں اور لطف یہ کہ جو ایسے طالب علم موصوف یعنی
راقرہ اشتہارات کے آپ نے لانا و معتقدانہ و مُتدنا حضرت میر علی شاہ صاحب مرقعہ کو
اپنا مخاطب بنا کر لیتے آپ کو پانچوں سواروں میں شامل کرنا چاہتے ہیں کھنڈر سے کبھی بطور
مذخار آپ کے لیے مخاطب بناتے جانے کی عزت حاصل ہونے کی امید ایک خیال محال
کے برابر ہے۔ گو آپ کی لیاقت جو اس رسالہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ اس درجہ کی ہے کہ ایک
میرے جیسے شخص کی بھی آپ کو مخاطب جمع نہانے میں ہنک ہے مرقعہ و ذکر باہر خیال کہ
علوم ان میں آپ کو اپنا چھوٹا رنگ جمانے کا موقع ملے اور بالذات اس مگر وہ نہ ہوں میرے
قدیم وراثت آپ کے رسالہ کا جواب میں تیار کر دیا اور آپ کے کُن دوسو سوالوں کے
جوابات بھی فی الفور تحریر کر دیتے ہوں آپ نے ایک ابتدائی طالب علم کے سوالات کے جوابات
دینے سے عاجز ہو کر خود رسالہ رسالہ کے تھے کیونکہ اہل علم کے نزدیک ان دسوں سوالات
کے (جو آپ نے اپنے بیسویں سواتیوں کی امداد سے ہمنوں تک محنت کر کے دیکھ خود بطور
مسئلہ ہانے لائیں گے) ایسے خود پر کچھ کر گویا ان کا جواب دینا کسی فاضل اہل کے لیے بھی
ناممکن ہے (جواب باغلی پیش پا افتادہ تھے جو ان کہ جوابی مدال باغلی تیار ہے اور یہ کوش
آپ کی خدمت میں دُرف میں عرض دیا جاتا ہے کہ رسالہ چھپا لے سے پیشتر آپ سے منہجر
ذیل استفسارات کر لیے جائیں۔

زقیم را دل پیڑھی (بھیجا ہے جس کی نفس علاج عام کے لیے شائع کی جاتی ہے۔

غسارہ، قلام مرثیہ مدرس دارعلوم اشاعت لاہور۔

نقل خط مذکور

جناب مولوی صاحب خان پوری

تَحْمَدُ دَا وَصَلَّى عَلَی رَسُوْلِهِ لَکِنْ نَبُوْہُ آپ نے جو ایک پھر غول رسالہ تجوڑا بقا علی
چنشی لاہوری طالب علم گولڈ اسٹریٹ کے چند خطہ سوالات کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ
اتفاقاً اپنی دہلی میں غسارہ کے مطالعے کو ذرا اور کچھ عجیب ہوا کہ ایک خورد رسالہ
طالب علم کے جانب علماء سوالات کے مقابلہ میں آپ اس قدر بخود ہو گئے کہ جوش بخودی
میں ایسے لطواریت و جزئیات و مرقعات کے قودہ خود آپ نے کچھ ہاے بن کے
کھنے سے ایک جاہل مسن شخص کو بھی تامل جو ناپا لیتے تھے اس سے زیادہ عجیب اس امر پر جو
کہ ان معمولی طالب علم سوالات کے جواب بھی آپ نے ایسے بے سرو پا اور بوسے دیتے جو
ایک ابتدائی طالب علم کی لیاقت سے بھی کمتر ہیں اور لطف یہ کہ جو ایسے طالب علم موصوف یعنی
راقرہ اشتہارات کے آپ نے لانا و معتقدانہ و مُتدنا حضرت میر علی شاہ صاحب مرقعہ کو
اپنا مخاطب بنا کر لیتے آپ کو پانچوں سواروں میں شامل کرنا چاہتے ہیں کھنڈر سے کبھی بطور
مذخار آپ کے لیے مخاطب بناتے جانے کی عزت حاصل ہونے کی امید ایک خیال محال
کے برابر ہے۔ گو آپ کی لیاقت جو اس رسالہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ اس درجہ کی ہے کہ ایک
میرے جیسے شخص کی بھی آپ کو مخاطب جمع نہانے میں ہنک ہے مرقعہ و ذکر باہر خیال کہ
علوم ان میں آپ کو اپنا چھوٹا رنگ جمانے کا موقع ملے اور بالذات اس مگر وہ نہ ہوں میرے
قدیم وراثت آپ کے رسالہ کا جواب میں تیار کر دیا اور آپ کے کُن دوسو سوالوں کے
جوابات بھی فی الفور تحریر کر دیتے ہوں آپ نے ایک ابتدائی طالب علم کے سوالات کے جوابات
دینے سے عاجز ہو کر خود رسالہ رسالہ کے تھے کیونکہ اہل علم کے نزدیک ان دسوں سوالات
کے (جو آپ نے اپنے بیسویں سواتیوں کی امداد سے ہمنوں تک محنت کر کے دیکھ خود بطور
مسئلہ ہانے لائیں گے) ایسے خود پر کچھ کر گویا ان کا جواب دینا کسی فاضل اہل کے لیے بھی
ناممکن ہے (جواب باغلی پیش پا افتادہ تھے جو ان کہ جوابی مدال باغلی تیار ہے اور یہ کوش
آپ کی خدمت میں دُرف میں عرض دیا جاتا ہے کہ رسالہ چھپا لے سے پیشتر آپ سے منہجر
ذیل استفسارات کر لیے جائیں۔

سوالات

آپ نے یہ مسئل سوالات کس غرض سے چھپائے ہیں؟

آیا

(الف) ان کے حل ہونے سے اپنے کسی کدو اپنی کل جماعت کو علوی یا کثر اللہ شاگردانِ نبیؐ سے اپنی ترقی غم کے لیے؟

(وفٹ) اس سوال کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی ہے کہ جو یہ سربہا جوابات

آپ نے ایک ابتدائی طالب علم کو مکمل سوالات کے دینے ہیں ان سے آپ کی یافت

بہت ہی کم درجہ کی مسلمہ ہوتی ہے۔ بعد وہیں آپ نے اپنے سوالات کو بالکل غلط

تقلید کی ہے جن کو کچھ کمالیہ لکھتے ہیں کہ آپ کو ان سوالات کے مطلب کی

بھی فہم نہیں وہ آپ اسی کاغذ پر غلطی کر سکتے۔

(ب) آپ خود ان سوالات کے جوابات کبھی طرح باہر ہیں اور صرف اپنے مخالف کی یافت

کا امتحان کرنا چاہتے ہیں؟

بصورت حق (الف) کا جواب مثبت میں ہونے کے آپ صریح طور پر اس امر کا اقبالی

اعلان شائع فرمیں کہ آپ اور آپ کی کل جماعت ان سوالات کا جواب لینے سے بالکل عاجز

اور قاصر ہو گئی ہے اور یہ صاحبان شاگردان طور پر ہنر استفادہ ان کا جواب لینے غرض

سے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بصورت انکار جواب مثالی دیتے جانے کے آپ آئندہ

کے لیے اس بنا زندگی کے سامنے جو تہجد ادا کی، خدا مان، شاگردان و غرض چنان حضرت علیؑ ائمہ

عظمیٰ کے شاگردان طور پر ذاتی کتب زکریا کے اور ہر شے اس نسبت قند کا ادب

مطوعہ رکھیں گے۔

بصورت حق (الف) کا جواب نفی میں اور حق (ب) کا جواب مثبت میں ہونے کے آپ

براہ حق بات صاف طور پر اعلان شائع فرمیں کہ ہم ان سوالات کے جوابات سے نفی باہر ہیں

اور صرف اپنے مخالف کی یافت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس صورت میں یہ امر لازم ہو گا کہ

اس اعلان کے شائع فرمانے کے ساتھ ہی آپ ان دسوں سوالات کے جوابات خود قفل اور

مکمل کچھ کر دینی کی سعی عملی اور جس کے ہندو یا مسلمان نہیں یا عہدہ دار کے پاس سر پر

لغز میں امانت رکھ دیں اور اس امر کو بھی اعلان میں مذکور فرمائیں کہ یہ قفل صاحب کے

پاس قفل تاج کو ان دسوں سوال کے جوابات خود کر کے سر پر لٹا دیں ہندو کے ہم نے

دسے دیتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ ہم ان سوالات کے جوابات سے بخوبی واقف ہیں اور

صرف اپنے مخالف کی یافت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں۔" ایسی صورت میں ہم اپنا جوابی رسالہ

معدان دسوں جوابات کے فی القدر شائع کر دیں گے اور بعد ازاں اس میں اپنے ہندو اور ہندو کے

مردان ہر طبقہ پر جو تمام اہل علم کو آپ کے مقدمہ جوابات کو سن لیں گے اور ہم اپنے غرض سے آپ کے

جوابات کو شائع کر دیں گے۔ اور اس طرح سے اہل علم کو آپ کے جوابات کا ہمارے جوابات

سے متاثر ہونے کا بہترین موقع ملے گا۔

غرض بود تا ملک تحسیر آید یہ میاں

ہاں یہ رشتہ خود آنکھ در و عشق باشد

اتمک محنت کے لیے آج کی تاریخ سے قریب آؤ ہندو کی نافرمانیت آپ کو ان سوالات کے

جوابات کہنے اور ایسا اعلان شائع کرنے کے لیے اور دی جاتی ہے۔ مگر آپ کو اس امر کی شکایت

کی گنجائش ذرا ہے کہ آپ کو کافی محنت نہیں ملتی تھی۔

بصورت دسوں مسئلوں میں سے کسی قسم کے اعلان آپ کی طرف سے شائع ہونے کے

کوئی چارہ مولنے اس کے نہ ہو گا کہ اس امر کو آپ کی طرف سے علم سمجھ لیا جائے کہ آپ نے

اور آپ کی کل جماعت نے ہمیں ایک غرض کیا کراچی وطن سے لینے اذنی سوالات میں کہے

پھیلنے جن سوالات کو کہنے کی بھی آپ میں اہلیت نہ تھی۔ اور جن کے جواب دینے سے

آپ بالکل قاصر تھے اور بجائے شاگردان طور پر عاجز نہ مت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ

الفاظ طریق استفادہ کا رسوا کیا اور ایسی صورت میں خود آپ ان سوالات کے جوابات حاصل

کرنے کے لیے ہی غیر حق ہوں مگر تاہم ہنر غرضی غما کر لینے اس رسالہ کو مع جوابات شائع

کرنے کے۔

لکھا ہوا مضمین نو کے میں اسباب

خبر کرو میرے خرم کے خوش چینوں کو

۳۰ ذی القعدہ ۱۳۳۵ء تک میں آج کی تاریخ سے قریب آؤ ہندو اور ہندو کے آپ کے اعلان

کا انتظار کرو۔ گا۔ دم کارش آپ کی خدمت میں قبل از شائع کرنے رسالہ رسالی کے یہ ہے کہ آپ

کے رسالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لینے ان رسالہ کو یہ غلط دیا جاتا ہے جس کو بغیر وار

قادر علی پیش کی کل طرف سے جو سوالات شائع ہوئے تھے وہ دراصل دہروردہ و موصوف کے لکھے

ہوئے تھے جو کسی نے کچھ کر اس کے نام سے چھپوا دیے۔ کیونکہ وہ سوالات جو واقعی محض

مولوی اور ادنیٰ درجہ کے اعلیٰ سوالات تھے۔ آپ کے دھرم میں ایک بہت بڑے علی درجہ

علیٰ سوالات تھے۔ آپ آپ کے اس دھرم کی تحقیق کے لیے اس سے بہتر اور کوئی ذرا نہیں جو

ملکا کہ آپ ایک تاریخ اور وقت مقرر کر دہروردہ و موصوف کو جو ایک ابتدائی درجہ کا طالب ہے

بذریعہ دوسری شدہ خط کے جامع مسند روایتی میں خطاب فرمایاں اور اس کے ساتھ علماء کے مجمع میں اُن سوالات کی بابت گفتگو فرمائی۔ انکس کی گفتگو حاضرین کی دلچسپی میں ایسی ہو جس سے ان کے نزدیک اس کی اہمیت ان سوالات کے خورد مرثب کرنے کی پائی جائے تو ایک دعویٰ ضمنی سمجھا جائے اور آپ اُس مجمع میں اپنے کذب سے ثابت ہوں اور اگر بخود دار موصوف اس تاریخ اور وقت پر جامع مسجد میں حاضر ہوتے سے گزیر گئے تو اس صورت میں بھی آپ کا دعویٰ صادق نہیں کیا جاوے۔

جو اُس مردان نہ جو مسجد از سخن رُو

ہمیں میدان، ہمیں چوکاں، ہمیں گو
صورت تجویز مذکورہ بالا پر عمل نہ کرنے کے لامحالہ امر آپ کی طرف سے منہ سمجھانے کا کردار و خیالے فروغ آپ سے اس بارہ میں شائع کیا وہ آپ کی طرف سے علماء اہتمام اور انحراف اور اس لیے آپ اس کی تحقیق ہونے کے متغیر طریقہ سے کر دیتے ہیں اور بجائے اپنی اس حرکت پر نادم ہونے کے اعتراف قصور نہ کرنے کے باعث اپنے اس منہ کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ یہ طریقہ بطور نوحہ ہے اور دوسری کرا کر بدینہ نفس آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ آپ اس کی کرسی سے انکھڑ دیکھیں، علامہ دین مزید مقابلہ کے لیے اس کو چھپا کر اعلیٰ اعلان عام بھی شہر کرنا ہوں تاکہ دیکھیں کوئی جملہ یا حجت گریہ کے لیے پیدا کرنے کے واسطے آپ کو کوئی گنجائش ملتی رہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

مقام الہود

فی کسار

علامہ مرتضیٰ مدرّس دارالعلوم النعمانیہ لاہور

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۳۵ھ

اس خط میں غایتی ہر صاحب کو ۳۰ روپے دیکھنا جسک ملت دی گئی تھی۔ اور وہ عیاد گزرتی۔ انہوں نے اپنے مستقر سوالات کے جوابات کھڑے کسی شخص کے پاس سر پر ہر غلطی میں اہانت نہ کھنے کا تہاں کوئی اعلان نہیں کیا، نہ ہمیں کوئی اطلاع دی۔ بلکہ اس امر کا ارادہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ ان سوالات کا جواب اپنی تمام عمر میں دینے کی بھی فکر نہ کریں گئے۔ اور بحالت مذکورہ بالا ہمارے خاکے کے مندرج ذیل فقرات کے مطابق ہمارے مندرجہ ذیل دعویٰ اب غایتی ہر صاحب کی طرف سے بھی مستمر ہو گئے ہیں کہ:

”آپ نے اور آپ کی کل جماعت نے ہمیں جبکہ منہ دیکھی کراہتی طرف سے اپنے اذوق سوالات میں کس کے چھپائے، جن سوالات کو سمجھنے کی بھی کچھ میں اہلیت نہ تھی اور جن کے جوابات دینے سے آپ بالکل ناواقف تھے اور جوابات

شاگردانہ طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے بالیق عریضہ استفادہ کرنے کا اسی کیا؟“

پس جبکہ غایتی ہر صاحب نے ہمارے ان تمام دعویٰ کو اپنے فرض سے تسمیہ کر لیا۔ تو ہم کو بھی لازم ہے کہ اپنے وعدہ و مندرجہ اعلان مذکور کا اظہار کریں اور جوابات مندرجہ شائع کریں۔ اب جبکہ یہ رسالہ دوران تحریر کا اہل مطبع میں تھا تو حضرت قید و کلام گزشتہ علم فیض ہم کا ایک قرآن اس نیاز مند کے نام صادر ہوا۔ جو میرے اعلان مندرجہ بالا کے بعد حضور مدلل نے تحریر فرمایا تھا۔ اور حسب ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من العبد الملتجئ الی اللہ الخیر محمد علی شاہ۔ الی الی الخیر واللجب فی اللہ مولوی غلام مرتضیٰ رفیقہ اللہ لما یحب ویرضی۔

السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ آپ کا اعلان بطور مذکور ہونے میری نظر سے گزرا تھا اور ان دفتوں میں ایک صحت فی اللہ سے اس کے متعلق اپنے خط مذکورہ عہدہ تصدیق میں کچھ گھما ہے جس میں سے فقرات متعلقہ اعلان مذکور اہل مطبع کر دینے کا کافی ہیں:

صحت موصوف گھٹے ہیں کہ مولوی غلام مرتضیٰ کا اعلان نہایت معقول ہے گزرا وہ بہتر ہو گا کہ غایتی ہر صاحب کے سوالات مندرجہ کا جواب آئینہ خود تحریر فرماتے اس میں شک نہیں کہ ان سوالات کا جواب دینے کے لیے مولوی غلام مرتضیٰ کتاب بکری کتاب کے بہت سے ادنیٰ غلام بھی کافی ہیں۔ مگر ہر امر بھی سرسری نظر نہ لگائے کے قابل نہیں کہ غایتی ہر صاحب نے ان سوالات کے خیر میں بجزات و عزالت برتناب ہی کو مخاطب کیا ہے اور بناب ہی سے ان کے جوابات کا مطالبہ فرماتا ہے اور یہ بھی صاف طور پر گھما ہے کہ اگر ان کے سوالات مندرجہ کا جواب دے کر آئینہ صحت بھی کوئی سوالات غایتی ہر صاحب سے خیر میں خود تحریر ہی صاحب ان کا جواب دینے کو تیار ہیں۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کے اعلان سے موصوف ہوتا ہے کہ وہ اس امر سے بناب شک نشان بہت ہی ادرت و اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ جناب کے طریقہ سے بھی غایتی ہر صاحب کو اپنا مخاطب بنائیں۔ چنانچہ اسی کے انہوں نے سوالات مندرجہ کے جوابات بھی خود ہی تحریر کر دیئے ہیں۔ بارہم فی اللہ کے ساتھ سمجھیں اس حد تک اتفاق ہے کہ غایتی ہر صاحب نے خواہ مخواہ اور سب دشمن اپنے رسالہ میں بناب شک نسبت درج کئے ہیں اُن کا جواب دینا یا

اُن کے متعلق غایتی مہربانی صاحب کو مخاطب بنا کر جناب کی شان والا کے برابر
 غلاف ہے لیکن سوالات عشر و خفا پوری صاحب نے پچھنے پچھاؤں باقی نظر
 میں علی سوالات میں ان کا جواب جناب کی طرف سے دینے جانے میں یہ ضابطہ
 ہے۔ اور میں حالت میں غایتی مہربانی صاحب نے خود اس پر ہر ایک ظاہر کی ہے کہ ان کے
 سوالات عشر و کا جواب دے کر ان کے ساتھ اگر کج جواب بھی کوئی سوالات اُن
 سے استفادہ فرمائیں تو خفا پوری صاحب ان کا جواب دینے کے پابند ہوں گے
 تو ان حالات میں زیادہ بہت ضرورت ہے کہ ان کا جواب خود ہی اُن کے سوالات عشر و
 کا جواب تحریر فرمائیں اور اس کے ساتھ ہی چند سوالات کا جواب اُن سے بھی
 طلب فرمائیں۔ یہ ایک مست طریقہ جواب کا ہوگا اور مخالف کو یہ کہنے کا موقع بھی
 نہ رہے گا کہ ان کے جوابات قابل جواب نہ تھے تو آخر اس کے سوالات عشر و
 کا جواب دینے میں جناب کی کوئی ہی تو بین متصور تھی۔ کیونکہ سوالات عشر و کا جواب
 اُس نے مولوی غلام نعمتی صاحب سے طلب نہیں کیا کہ جو نعمتیت کے ساتھ
 جناب سے طلب کیا ہے۔ یہ وجوہات ہیں جن کی بنا پر میں نے یہ فیصلہ دیا کہ
 کیجڑاٹ کی ہے۔ الخ

محب و معروف کے حقوق کو ملحوظ رکھنے کے بعد مجھے اس امر کو ضابطہ معلوم نہیں ہوا کہ میں
 خود ہی ان سوالات عشر و کا جواب کچھ دہل اور تاخر پڑھنے سوالات بھی درج کروں جن کے جوابات
 کہنے کے لیے مولوی عبداللہ صاحب سب دھروہ و پابند ہو چکے ہیں جتنا پچہ ۲۹-۳۸ ذیل قدحہ
 ۱۳۵۵ھ کی پچھری وقت اکل کو کسب مقرر رہی انم الی ربی و انم احب سبب جو بات مسلما بین
 سوالات میں آردو یا آردو اور فی لغوی اور درمیان کچھ کر سیکھے جاتے ہیں۔ اگر آپ کا رسالہ
 تا مال زیر طبع ہو تو سہجاستے لینے جوابات سوالات عشر و کے ان کا میں میں درج فرماؤں اور
 سوالات العشرۃ یا بالعشرۃ یا الغفلت بصر (جو ساتھ ہی غفلت میں ان کے ذیل میں پچھری
 کردوں)۔ تاکہ مولوی عبداللہ صاحب سب دھروہ و پابند ہو سکیں ان کا جواب تحریر کروں۔ الی ہی صورت
 میں آپ کی طرف سے جوابات عشر و شائع کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر آپ کا رسالہ چھپ کر
 تیار ہو گیا ہو تو مجھے کائنات واپس ارسال کروں تاکہ میں ان کو علیحدہ مختصر رسالہ میں اپنی
 طرف سے شائع کروں۔

اُس وقت اگر آپ نے اپنے رسالہ کی تحریر میں میرے اس خاکوہ و ملحوظ رکھا ہوگا جو پچھری
 بھیلوالی سے آپ کو دیا ہے تاکہ رعایت تہنیت و پاسداری وضع شدہ فارمولہ کو یاد رکھو
 یا غلطی نہ ہو کہ اس کا تحریر کیا گیا تھا۔ آپ بہر صورت اپنی عامانہ نشان کو ملحوظ رکھیں۔

سوالات عشر و میں سے صرف موالہ پچھری کی قدر توجہ کے قابل تھا۔ اس لیے میں نے سب
 سے پہلے اسی کا جواب دیا ہے۔ باقی تو سوالات کے جوابات اُن کے بعد ہیں۔ و التام
 حضرت قید عالم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے جوابات عشر و کی بجائے ذیل میں غایتی مہربانی
 کے سوالات عشر و میں سے ہر ایک کا نقل کر کے اس کے ساتھ حضرت قید عالم کے جوابات کو
 بہت درج کر رہا ہوں۔

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان من ہولیس عین ماعرفوہ ولا عین ماحضوہ و لا الہ الا وہ لا شفعہ فیہ شئ
 توں ایں سستی نہ اس در ذات غریض
 لے رہوں آرد بہاؤ۔ ہمیش ہمیش

و معرفتہ لا جہل فیہا لا تنقطع و جہلہ لا معرفۃ فیہ لا یدؤ۔ اظہر من الظاہر
 و اخفی من الباطن و اقرب الی کل شئ من قسّمہ۔ و قریبہ العرفون للہا دلیس
 القرب المعروف للہ الا للعبادہ الصّٰطقین الرّٰعیین الّٰکون و علوہ و ہور ارفعہ و ہا
 الداخلیین فی حضرتہ معزین عن العلو و الوجد و الذکر و الفکر و تافہو یجد و ہا
 فیہا اصناما و ازلاما خارجین عن شہوہ الوصل و المفصول غیر اخذ بعامن
 خلف حجاب الحروف و الا لفاظ فہو عرفو لا اللہ باللہ و ہوالعاصو لہو عن
 الثقل الذی لہ فی خلقوالہ و المستعمل لہو فیما خلقوالہ فیہ ینطقون و یہ یمیزون
 و یہ یمعنون و یہ یمشون و من ھہم ینشدون۔

الاکل قول فی الوجود کلامہ
 یعوبہ اسماع کل محکون
 ولا مع غیر اللہ ذات قامت
 فخر و الشاہد باحسود فیہا
 نماظنکھو بالشر و منہ اذابہا
 اولہ علینا عشر و نظامہ
 قمتہ الیہ بد و نعمتہ
 قدسج فی الجہر منہ اکتامہ
 فاتیہ من قہوہ فذاک غلامہ
 وقد ملاہ الجو فصیح غلامہ
 ایاک وان تقع با اخی فی الغوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتضیا اشار الشیخ احمد النہر
 باین تیبہ عنی اللہ عنہ و عا کما وقعت فی رسالتک (البیان و الاغاثہ) اذان
 شان القوم راہ و اعطی۔

تہا پانچائے گر جا رہا جسے نیست
جز سنا برقی ہر آنہ نیست
از حمد او ہم و تمویزات دور
نور نور، نور نور، نور نور

والتوفیق فی تحریر الادلۃ ذہن قطع عنہ فی الشکر فیمن لا یصح اقتضایہ بالفکر
و شغل الحجل بما فیہی اللہ تعالیٰ عنہ اذ لیس حکمہ علیہ الامیاء علیہ عقلہ
و معلوم ان الحق تعالیٰ وراہ الوردہ تکلیف الیہ سبیل لمقلات الماخوذہ من
عقل البعیرہ

پائے استدالیان چرخیں بود
پائے چرخیں سخت پے تھیں بود
افو منتهی جریہ علو سمع لکبان و علو العمام و العالو و علو الحیوان و علو
النفس و علو الطب و علو الفلاحة و علو التنبیہ و علو البطرة و علو البذرة
و علو السیما و علو الکیمیا و علو الہیما و علو الفراسہ و علو احکام
النجوم و علو الهندسہ و علو الاکر و علو الخروطات و علو الحساب و علو الہیثہ
الصغری و علو المجسطی و علو الزیج و علو التقویم و علو الرماطی و علو
قرسطون و علو الاسطرلاب و علو الرمل و علو الوفن و علو الجفر و علو الرجوب
و علو العلة و العلول و علو طیفور یس و علو العقول العشرہ و علو حکمۃ الاشراف
و علو حکمۃ الشافین و علو النبوة و الولاية و علو المعاد و علو المعوات و علو اثرا
مع الاتمہا ہذہ الارواق لکن کل من ذلک بطریق المنظر و الکسب سوی حکمۃ
الاشراف۔ فاصحاب النواہیس صادقہ و ارباب اوطالیس و افلاطون کاذبہ الا فیما
طاب قہوہ و معینہ الایحد یعہد نفعاً ما لو یصد قریما جاء بہ الرسل علیہم السلام

لوح محفوظ است اور اپیشرا
از چ محفوظ است محفوظ از خطا

قنور زقت یا حتی الحسن یورثۃ الانبیاء من الاولیاء اکمل الجہت فی
میان العوالم المذكورۃ الکسیبہ ایضاً غیرہ جاری علیہ التقارہ

غیر ازین مستقر ہا
یعنی آمد دل علوم انسیما

وافضلۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین والہ واصحابہ اجمعین
والخروج عن ان الحمد لله رب العالمین

سوال پنجم

قولہ : ہم آپ سے کلام اللہ کے بارہ میں چند سوال کرتے ہیں تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے
کہ آپ کلام باری تعالیٰ کو تحریر و تلفظ کیسے فرماتے ہیں یا نہ۔

کیا کلام باری عز و سر سختت اور قدرت کے نیچے سے داخل ہے یا نہ اور اندر و دل کی
ذات کے ساتھ قائم ہے یا اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں بلکہ خارج و منفصل ہے ذات سے
بر تقدیر ثانی تردید اول کلام انہی یعنی ستنے قائم ذات باری ہے یا الفاظ و حروف و اصوات
میں۔ اگر کلام انہی ہے تو حروف و اصوات میں کس کے ساتھ قائم ہے اور ان کے سے ظاہر و
مبادرہ سے خبر میں علیہ السلام سے یا محمول انہی و دل سے یا اور کسی سے اور یہ معلوم ہیں
یا غیر مضمون۔ اور ان حروف و کلمات کو قرآن مجید کہا جاتا ہے یا مجازاً۔ اور یہ الفاظ و کلمات
میں یا عبارت۔ و بر تقدیر اول تردید ثانی ایضاً قائم بذات ہے یا بالذات ہے یا بالذات و معنی اقل قائم
ذات باری معانی میں فقط یا اسمانی و الفاظ و دونوں میں و ایضاً وہ الفاظ و معانی قدیم ہیں یا
عادت اور عادت و مخلوق کے درمیان کون سی نسبت ہے شہد ربو میں سے۔ اور اگر قدیم
ہے تو اب جو قدیم و آخر و کثرت و بصیرت حروف و کلمات کے اور ترتیب کے قدیم کس طرح
ہوئی، یا آپ داخل الاقرآن میں اور اگر قائم بالذات ہے تو میرے تو میرے کس وقت ہوئی اور مخلوق کو
کلام اللہ کس طرح کہا جاتا ہے و ایضاً اگر الفاظ و معانی دو قائم بذات تعالیٰ ہیں تو دعویٰ کلام قدیم
ہے یا جملہ افراد قدیم ہیں یا نوع بھی قدیم نہیں بلکہ مبادرہ ہے اور تسلیم آنکہ آپ کے نزدیک
یا معنی مستقبل دونوں میں جائز و ممکن ہے یا دونوں میں متعین و محال ہے یا معنی میں متعین ہے
اور مستقبل میں ممکن و محال ہے حالانکہ وہی مستقبل یا معنی میں جائز ہے۔ اور اگر معنی میں متعین
ہے یا ممکن ہے تو کیا فرق ہے یا معنی مستقبل میں اور کثرت امتناع کی کیا ہے اور اس میں تہہ افعال
باری عز و سر کا لازمی اور کسی متعین متساوی اللہ تعالیٰ میں۔ اور یہ دلیل متعین کس کو قہر
بدہ الاحوال لہو یصل عنہا و ما یصل عن الاحوال فقہر حادث آپ کے نزدیک
صحیح ہے یا باطل۔ اور یہ موجود کوئی بدلہ نہیں ہے اس کے دونوں متعین کی کیا دلیل ہے اور کس
مفعول کا پس میں معنی میں یا غیر متعین متعین باری تعالیٰ میں اور اگر کلام باری قائم بالذات ہے
خارج و کفعل سے ذات سے تو اس کی دلیل کیا ہے اور یہ کلام باری اور کلام مخلوق میں کیا فرق
ہوگا۔ اور وہ کس میں کس کی کیا ہے۔ اور کلام باری قائم بالذات اور مشیت و قدرت کے نیچے کہاں ہے
یعنی اللہ تعالیٰ جب یا اسے کلام کرتا ہے اور اس طرح یا کرتا ہے تو پھر یہ کس طرح ہوئی ہوگی

جو چیز شہادت اور قدرت کے نیچے داخل ہو وہ قدیم نہیں ہو سکتی۔ اور قدیم کا کیا معنی؟ حادث کا کیا معنی ہے اور اس شرعاً انسانی طاق کا کیا مطلب ہے

وکیل کلام فی الوجود کلاسیک

سولو علیہنا شہرہ ونظاہرہ

اور آپ اس قرآن مجید کی الصاف اور مستور و مستعلی الاسب و صمدی بالاذان اور محفوظ فی الصدور کو آپ حقیقتہً کلام اللہ قائم بذاتہ تعالیٰ قیام الصغیہ بالموصوف ملتے ہیں یا نہ۔ یا عباد اللہ قرآن کہتے ہیں۔ اور کلام انسانی کی کیا حقیقت ہے اور وہ تجویز و تبصیر ہوتی ہے یا نہ۔ ہر ایک ترویج کی حد تک شہرت و شہرت پر ایک طائفہ ہے مٹھلین کا پس پاپ اس کا نام بھی بتاویں اور اس کی قیمت خطیبی بیان فرمائیں۔ اور اخیر میں اپنا مذہب اور مذہب کلام باری تعالیٰ کے بارے میں ذکر کر کے اس پر نظر پانے قدم کریں اور جو اس پر اعتراض وارد ہوئے اس کا جواب دیں۔

جواب سوال پنجم

قولہ: کیا کلام باری قدرت اور شہادت کے نیچے داخل ہے یا نہ؟ اقول: داخل ہے۔ خدا کثر الخاتمہ وغیرہ۔ اور داخل نہیں ہو کر وہ شے واحد لازم ہے لہذا تعالیٰ خدا ان کتاب و انشوری وغیرہما۔ یا ہر حرف اور معنی الامارات قدیرۃ الاعیان میں عند اللہ فی نفس المظہرین الخیرۃ والفقہ و الخاتمۃ من الخاتمۃ و من اصحاب مالک والشافعی وغیرہم اور اصل یہ قول ہے ہم ان مطلقان اور ام الہدیل خلاف وغیرہ کا جو کہتا ہے امتناع دوام حوادث اور امتناع حوادث لا اول لہما یہ قولہ: اور اللہ از و من کے ساتھ قائم ہے یا مضطرب ہے ذات سے متحرک۔ اقول: قائم ہے عندنا بالسنۃ و بالجماعۃ و تزییلاً اور مضطرب ہے عند المعتزلین۔ قولہ: پروردگار تبارک و تعالیٰ کلام انسانی ہے یا الفاظ۔ اقول: انسانی ہے عند الاشاعریہ اور الفاظ ہیں عند فیرہم۔ قولہ: اگر کلام انسانی ہے تو عہود و اصوات کس کے ساتھ قائم ہوئے۔ اقول: عند الاشاعریہ و المعتزلین۔ عہود و اصوات بدل گئی یا بشری و غیرہما کاشعرۃ مری علی السلام اور لغویں لوح محفوظ کے اور غیرہم قائم ہیں یا ساتھ ذات باری خدا سمجھ کے سوا کائنات قدیرۃ الاعیان غیر و افلاحت تحت الشرفۃ والقدرة کلام اور حادثات کما ہوں انکرمۃ فاجہم جہوزن قیام الاشاعریہ نہایت آسان ہے۔ قولہ: اور الاکس سے عادی جہیزیل علی السلام یا مختصر علی اللہ علیہ السلام یا اور کسی سے۔ اقول: جہیزیل بعد از ان مختصر علیہ السلام سے عند الاشاعریہ۔ قولہ: پھر مخلوق ہیں یا غیر مخلوق۔ اقول: مخلوق ہیں عند الاشاعریہ و المعتزلین و انکارہم وجہد الاعتقاد۔ اور غیر مخلوق عندنا بل و بعض شے یعنی من و کرب و قائم برحق یعنی بنی ہذا الفاظ و معنی اللہ علی اسان زیہ شفا بحکم حجاز

ابن الکلام و ابن الحدیث کا ذکرہ الاشعری فی المقالات۔ قولہ: اور ان حرف و کلمات کو قرآن حقیقہً کہا جاتا ہے یا مجازاً۔ اقول: حقیقتہً۔ قولہ: اور پھر یہ الفاظ و کلمات ہیں یا عبارت۔ اقول: ویں کہنا چاہیے کہ اور پھر یہ الفاظ کلام الہی ہیں یا عبارت۔ جو ان گزشتہ ہے کہ عندنا کلمین بالاشراک عبارت ہیں صغیۃ الہیہ سے اور کلام الہی میں ہیں یعنی مخلوق الہی من غیر کرب و قامت یہ اور عندنا بل و کثر اہل الحدیث و السلف کلام الہی میں ہیں یعنی صغیۃ الہیہ۔ اور عند المعتزلین کلام الہی یعنی مخلوق الہی الا ان الاشاعریہ یحسبون من الخلق مخلوق بخلاف المعتزل۔ قولہ: و بر تقدیر اول تردید اول ایضاً قائم بذات ہے یا بغیر۔ اقول: جو ابتر مر ساق۔ قولہ: برحق اذن قائم بذات باری معانی میں فقط یا معانی و الفاظ دونوں۔ اقول: عندنا کلمین بالقیام بالفاظ و الفاظ و اصوات ہیں اور عند فیرہم ایک ہی۔ قولہ: و ایضاً دو الفاظ و معانی قدیم ہیں یا حادث۔ اقول: مزہ ذکرہ سابقاً۔ قولہ: اور حادث و مخلوق کے درمیان کوئی نسبت ہے نہ اب وہی سے۔ اقول: از روئے نظریہ صرف مدلل مساوات ہے کہ عینۃ اور مطلق الطاق حادث الہم مطلق ہے مخلوق ہے کہ ہر کلمہ من مذہب فی الذمہ۔ قولہ: اور اگر قدیم ہے تو باوجود بقیۃ و بعدیت و عہود و کلمات کے اور ترتیب کے قدیم کس طرح ہوئے۔ اقول: ترتیب مذکور بحسب الوجود و اصنیٰ جو کہ قرآن میں ہے لہذا اقرا ت حادث ہوگی۔ وہم یقولون بقدم المشرق و لا الشراۃ فظنیہ العقول العالیۃ عند الحكماء و تزییف الفرق بین نفس الحقیقۃ و وجودہا لیسوا

فضرورة علی صاحب المذہب و ما من مذہب سلو من الشفاۃ و التزییف فی مسئلۃ کلام کما لا یخفی علی المہترۃ۔ قولہ: یا آپ خالص بالافتراء ہیں۔ اقول: جالیہ مزہ بحسب ان سوالات کے کہ میں مذہب ہوں نہ صاحب مذہب۔ پھر یہ کیا کہ آپ کا کلی مراد بالافتراء ہیں۔ کیا۔ لیسے سوال کے ان الفاظ کو آپ یاد رکھیں کہ اگر غیر میں اپنا مذہب و مذہب کلام باری تعالیٰ کے بارے میں ذکر کر کے اس پر جواب قائم کریں، پس اس سوال کے مطابق اپنے مذہب کے متعلق جواب مختار پتھر پر کر دیں گا۔ اگر تاہم بالذمہ تو فی کس صفت ہوگی اور مخلوق۔ اقول: ہاں صاحب اعتزال کا یہی مذہب ہے۔ قولہ: پھر اس کو کلام اللہ کہاجا جائے۔ اقول: چنانچہ کلام انسانی کو عند الاشاعریہ غیر خدا کی مخلوق کلام اللہ میں اسماقت و مفاد صرف بات ہی جو کہ خدا کی مخلوق نہ کہ خدا کی صفت کلمات المعتزل۔ قولہ: و ایضاً اگر الفاظ و معانی ہر وہ قائم بذات تعالیٰ ہیں تو کلام کلام کا قدیم ہے یا

لہ فان الفرق المرافع ہذا الفظا لہما ہر وہ و الوجود و الیقین و الخیرین و اعلیٰ تقدیر الفاظ غلط ہیں کلام

والصوفیہ۔ یہ دو قول مع ملا و ملائع عقائد کی کتاب میں موجود ہیں۔ قولہ: اور اگر کلام باری
 قائم باثر اور خارج و منفصل ہے ذات سے اس کی دلیل کیلئے۔ اقول: کلام باری اپنے
 الفاظ و جہات عقائد لا شاعر و مختصر قائم باثر اور متصل ذات سے ہے عنہ لا شاعر و اس لیے
 گرائیوں نے یہ دو قسم میں متعارفین کے خدمات واجب شمع بھی کیے (۱)۔ کلامہ تعالیٰ
 صفة له۔ وکل هو صفة له قدیم کلامہ قدیم (۲)۔ کلامہ مرکب من اجزاء
 متبذرة وکل ما هو کذا لک فهو حادث کلامہ حادث ہے کذا قائل بالاشتراك المطلق
 ہوتے اور متزلزل سے متزلزل قیاس اول کا معنی کیلئے واستندوا بوجود منها اجماع السالین
 علی ان القرآن هو الکلام المؤلف المكتوب فی الصحاف المقدس بالاسن۔ ومنہا ان
 اللہ تعالیٰ وصف القرآن باوصاف لا تصدق الا علی هذا القطع کقولہ تعالیٰ: و هذا
 ذکر صبارک۔ انشاء انزلت فی شاننا عربیاً۔ حتی نسمع کلامہ اللہ۔ وجوابہما صحاب
 الاشاعة انہما معترفون باطلاق القرآن و الکلام علی جمیل الاشتراك۔ ومنہا انہ
 لو کان قدیم لازم الکذب فی الخبر انما انصیہ کقولہ تعالیٰ: زائد قائل بکمالہما کلامہ
 واجب بان الموصوف بالصفة وغیرہ هو المطلق لا المنفی۔ ومنہا ان کلامہ یشتغل علی
 السداد والامور والنجی والخطاب بلاما خطب جہت۔ والجواب انہ خطاب المبدء و
 علی تقدیر وجودہ الخطاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہن یوحید من اہل فی یوم
 القیامہ و انہ العیث خطابہ حال عندہ و اجاب بعضہ عن الثالث والرابع بان
 کلامہ فی الازل معنی واحد ثم یعرض لہ التنوع الی الماضي والمستقبل والنداء والامر
 بحسب المتعلقات الحادثة بلاما تغییر۔ قولہ: اور اگر کلام باری اور کلام مخلوق میں
 کیا فرق ہے۔ اقول: (کلام اللہ) میں خاصیت کا قرار ہوگا کہ تعالیٰ کی پیدا کردہ غیر
 واسطہ کاسب کے مخلوقین سے مختلف (کلام زید) کے کہ وہ غیر واسطہ کاسب یعنی زید کے
 اس کی زبان پر پیدا نہیں کی گئی اور کلام الہی بلا کاسب و اختیار و قول علی باری یا بھیج بھیج
 میں شفا پیدا کی گئی ہے۔ قولہ: اور اگر کلام باری مشیت و قدرت کے نتیجہ و اثر ہے تو غیر
 قدیم کس طرح ہوئی۔ اقول: لہذا اس کا بعض نے علوت الفرح والافراد ما ہے اور بعض نے
 قدیم الفرح و عارت الافراد اور بعض نے غنی اور فقر کی طرف تقسیم کی ہے۔ قولہ: اور اس شعر
 ابن عربی غانی کا کیا مطلب ہے۔

وکل کلام فی الوجود کلامہ

سواء علیہا نشوء و نظما

اقول: آپ کا شعر کے صرف عجب میں بلکہ صحت نقل میں بھی اتباع شیخ ابن عربی غالی

ہو ہے حیث قائل و ایضاً کذا فان الدلیل قد قام علی ان خالق افعال العباد و
 اقوالہم هو المنطق لکل ناطق و جب ان کیوں کل کلام فی الوجود کلامہ و
 ہذا اما قائلہ الحولۃ من الجہمیۃ کما صاحب الصوفی ابن عربی۔ قائل ہے
 وکل کلام فی الوجود کلامہ

سواء علیہا نشوء و نظما

و ایضاً قائل فی موضع آخر و ہکذا طرد قول الحولۃ الاتحادیۃ کابن عربی
 فانہ قائل ہے و کل کلام فی الوجود الا اس مقام میں شیخ ابن عربی نے حضرت شیخ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر اس پر عمل کیا ہے کہ ممکن ہوتے غافل کلام ہے کہ کما قول المعتزلی
 کلام و عاش حضرت شیخ نے ذکر کا مطلب بزرگ نہیں۔ اور حضرت شیخ نے فرمایا ہے میں۔
 کہاں وحدت اولہ اور کہاں عمل۔ کما کہ علی علی الامیر حضرت شیخ نے ذکر انہما قول میں ہے۔

الاکل قول فی الوجود کلامہ

سواء علیہا نشوء و نظما

یعوبہ اسماع کل مکتون

فمنہ لہ بدو و ختامہ

ولاسماع غیر الذی کل قائل

فمنہ رج فی الجہر منہ اکتمہ

فتسترہ الغافلہا بحرو قیما

فما لکلمہ بالیوم منہ اذ ابدا

وقد علم الجوا فیقع عندا

اقول: یہ یہ قدس سرہ بناء علی وحدۃ الوجود ان الکلام الازلی والامر الاحادی
 یتشمل بالقول اسواء ما کانت نظماً او شعراً وقارۃ بلسان العربی و آخرت بلسان العجمی
 وقارۃ لسان الرمانیۃ المؤمن و الکافر و الشکر و معوی علیہ السلام کل یصح کلام
 اللہ و لکن بین الاصاح بعد الشرحین فان کل موطن حکمہ لعلہ کل و لعلہ کل
 لغیرہ۔ فتمثلہ کتمثل جبرئیل علیہ السلام فی صورۃ وحیہ۔ لو تکتل هذا جبرئیل
 او هذا وحیہ کلن صاد قائلن و اعتبارین فاطل یا اخی کیف لو تبتدئ و داع
 قدس الحقیقۃ المکتوبۃ بلوث الاوامر البشریۃ فان کلام الالہی اعلیٰ والطف
 منہا ہے

وہا وحیہ وافی الامین نبیاً

ابجریل قل لی کان وحیہ اذ بدا

و فی عنہا عن حاضریۃ مزنیۃ

بماہیۃ المروئی عن غیر عربیۃ

بصورۃ فی بدو وحی النبوة

لمہدی الہدی فی صورۃ تبشیریۃ

بماہیۃ المروئی عن غیر عربیۃ

لہ یہ امر اعلیٰ اشاعرہ والا نہیں۔ تاہم ۱۰۴

یہی منکوحی الیہ وغیرہ
ولی من اتوا لوثین اشارۃ
وفی الذکر ذکر اللیس لیس بمسک
حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے کلمات کسی کے اثبات کے محتاج نہیں۔

آفتاب آمد و دلیل آفتاب

قال الامام السیوطی کان الشیخ محی الدین امیۃ من آیات اللہ تعالیٰ وان الفضل
فی زمانہ رمی بقتلہ الیہ وقال لا اعرف الا یاہ انتہی۔ ومن جملة ما قال
الشیخ سراج الدین البلقینی فیہ حین سئل عنہ ایا کمال انکار علی شی من
کلام الشیخ محی الدین ان قال شجر جاء من بعدہ قوم علی عن طریقہ فخلطوا
فی ذلک بل کفر وہ شاک العیارات ولعوبین عنہم معرفۃ باصطلاحہ الخ
وقال ولقد کذب اللہ وافتخری من نسبہ الی القول بالحلول والاتحاد ولما
ازل اتبع کلامہ فی العقائد وغیرہا واکثر من النظر فی اسرار کلامہ وروایطہ
حتی تحققت بمعرفۃ ما ہو علیہ الحق وواقفت الجوارح لعمق البصائر من لدن لہ
من الخلق وحمدت اللہ عزوجل اذ لواء کتب فی دیوان النافلین عن مقامہ
الجاهلین لکراماتہ واحوالہ انتہی۔ یہ گروہ غیر صافیہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے
عقل سے دور رہیں یا تو آپس کے پہلی نظر پر وقت گزرا حق بجانب و تعالیٰ ما حضرت محی الدین
علیہ وسلم ہیں۔ اس گروہ پاک سے اب بھی وہ لوگ ملتے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
علی سب القباہت مرے طریقہ سے علی صاحبہ الصلوۃ والسلام رخصت ہوتے وقت پاکی اور وقت
میں ان اہتمام سے ممتاز و شرف فرماتے ہیں کہ لا ینزل رائت ولا اذن صمت۔ یہ گروہ
مدینہ طیبہ کو علی صاحبہ الصلوۃ والسلام دھڑکتے ہی سے اور پیادہ پا و سر پہ زبردست ہی ہیں
گئے۔ بے جھجک انہیں شکر اور کائنات پرست کہتے ہی رہے۔ ولعمدہ ما قبل۔

لوعبدہ صالہی الحجر صبا
بکدول علی حجر صبی

عاذلی عن صیوۃ عذریۃ
ہی فی لافنتھ ہی بنی

یہ لوگ منکوحہ وغیرہ ہیں اس میں ایک پاک مرد تھا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزلے جہاں کما سنے
تھو کہ مرتد ہو چکے مرنے میں بھی کہیں گے۔

لست انہی بالثقات ایا قولہا
کل من فی النبی اسوی فی یدی
مرثیین کو کہہ دو انہیں ان کے مرتد ظاہری طور اس میں ایک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
جسی میل ہوا قرب و جوار کرتے اور جوئے سے عذاب میں مبتلا دی جاتی ہے کما قال

اللہ تعالیٰ وما کان اللہ یعدی بہودا مات یبھد۔ تو موفکر کرم پر جن کی شان یہ ہے۔
ہر جہ آید وہ ولم غفر توبت۔ یا توئی یا بوسے یا غفرے تو

کے لئے رحم اور کرم نہ ہوگا۔ یا ایم براسل حب۔ قولہ: اور اب اس قرآن کو سب
فی المصاحف اور مقود و مقول الماسد و سموع بالاذان اور محفوظ فی الصدور و تحقیق کلام اللہ
قادر بذات تعالیٰ تمام الصفۃ بالمعروف مانتے ہیں یا۔ مجازاً اذ ان کہیں۔ اقول: کلام اللہ
اور قرآن حقیقہ کہتے ہیں یا مجازاً۔ رہا قیام الصفۃ بالمعروف سو وہ ماہر سے ملاحظہ فرمائیں۔
قولہ: اور کلام لہی کی کیا حقیقت ہے۔ اقول: کسی حقیقت کا حقائق و اقیس سے
کئی ایسی معلوم کرنا بھی مستحضر ہے کہ ماہر نوا (نعمہ تنقیح الحقیقۃ غیر جدا)
غلام اللہ و کلام لہی کو اس طرح پر ذکر کرتے ہیں (صفۃ قاسمۃ بذاتہ تعالیٰ قیومیۃ

لیست من جنس الحروف والاصوات غیر متبعض وغیر متجز) (یوحنا یہ چاہئے
تھا کہ کلام لہی چونکہ مجتہزی نہیں تو وہ بھی تخری و اشار وغیرہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قولہ: ہر ایک
ترویج کے قادر کے شوق پر طاعت ہے کہیں کا۔ اقول: نہیں بلکہ فلاسفہ و فطریہ بھی ہیں۔

قولہ: اور اس کی محبت فقیر بھی بیان فرمائیں۔ اقول: محبت فقیر سب کی محبت الہی
مقدورات و دل سے انشاء و اثبات سمجھیں۔ کلامہ تعالیٰ صفۃ لہ۔ وکل ما ہو صفۃ

لہ قدیم۔ کلامہ تعالیٰ مرکب من اجزاء متروکہ۔ وکل ما ہو کذلک فهو
حادث لوقیام بہ الحوادث لویخل عنہا۔ وما لویخل عنہا فهو حادث
بالضرورة۔ اولاً یجب حدوثہ بل یجوز قدمہ واجباً کان واممکناً او یفرق بین

الواجب تعالیٰ۔ والتمسک فی ثلثۃ اقوال احدھا قول طائفۃ من النظائر
و ثانیھا قول الفلاسۃ القائلین بدم ماسوی اللہ و ثانیھا قول ائمۃ اهل الملل۔
اللہ تعالیٰ خالق کل شیء وکل ماسوی اللہ کائن بعد ان لو یکن مع دوام قدرتہ۔

واللہ تعالیٰ لویزل متکلاً اذا اشار لہ لویزل فاعلا افعلا تقویم بنفسہ۔ واللہ تعالیٰ
تکون بعد ان لو یکن متکلاً و کلامہ حادث بہ فی ذاتہ۔ کما ان فعلہ حادث فی ذاتہ
بعد ان لو یکن متکلاً ولا فاعلا حدوث الحوادث بلا وجب حادث۔ وقسل الاشیان

والحوادث و دوام نوعہا اما فی المستقبل والماضی کلھما والو فی المستقبل فقط اولیھما۔

قولہ: اور اگرچہ ماہذب و شرب کلام ہادی تعالیٰ کے بارہ میں ذکر کر کے اس پر بیان
قائم کریں۔ اقول: میں چونکہ اہل حق موفکر کرم خصوصاً مدینہ ی و مدنی کو شیخ شیخ اعلیٰ
فی زہا حضرت خواجہ محمد شمس الدین صاحب پیشی نظامی مخدومی میلانی خدمت مطہریم
کا اور حضرت عبدی و شیخ فی القادر پیر فضل القرون صاحب سنی الکی لانی کا

وایں گزشتہ ہوں میرا یہ سب آپ اہل حق کے کلمات ذیل سے معلوم کر سکتے ہیں۔

حضرت شیخ علی بن ابی حمزہ فرماتے ہیں : ایاک ان تقول اخبار الصفات قلن فی ذلک دسیسة من الشیطان لیفوت المؤمن من الایمان بعین ما نزل الله۔ قال الله تعالیٰ اَمَنْ الرَّسُولُ بِمَا الْکُتِبَ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ۔ وهذا المؤول ما امن حقیقة الایمان ذلہ بقله نفاثه الایمان بعین ما نزل الله تعالیٰ قلیتاً مثل۔ استنبی۔

اخبار احوال حق اس قدر کثرت ہے کہ قریب کے بارہ میں شک میں کاسب ذخیرہ اہل حق نے صرف دو کلمے میں جمع کر دیے۔ الاول اعتقاد ان کلاماً تصور فی الاوہام ذلک بخلافه بعین ہمارے خیال اور قیاس اور گمان و دہم سے برتر ہے۔ الثانية اعتقاد ان ذاتہ تعالیٰ لیست مشبہة بذات ولا معطلة عن الصفات وقد اكد ذلک تعالیٰ بقوله وَلَوْ یَکُنْ لَہَا کُفُوٌ اَحَدٌ۔ ابن۔ وقال الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدار محبة الاعتقاد علی حصول الجزم بها حتی ان من اخذ ایمانہ تعالید اجزما لشیاع کان اعصم وادق ممن یأخذ ایمانہ عن الأدلة وذلک لما یطرق الیہا الذکا ان حاد قاطن من الحیوة والدخیل فی اولیئہ وایراد الشیہ علیہا فلا یثبت لہ قدم ولا سابق یعتمد علیہا فی خوف علیہ الہلاک و قال ایہ۔ و تأمل کلام العقل تجد ہواذا نظروا واستوفوا فی نظرہم الاستدلال و عثروا علی وجہ الدلیل اعطاهم ذلک الامر العلم بالمدلول شوکر ہوا فی زمان اخر یقوم لہم خصم من طائفة معتزلی او اشعری یا مخریہ ناقص دلیلہم الذی کانوا یقطعون بہ و یقدح فیہ فیرون ان ذلک الاول کان خطا و انہم ما استوفوا ارکان دلیلہم و انہم خلوا بالمیزان فی ذلک و این ہذا ممن ہو فی علیہ علی بصیرتہ بتقلیدہ الجازم الشارح فانہ کضروریات اعقول لا ترد و فیہ اذا بصیرتہ للعلماء باللہ کالضروریات للعقول بخلاف کل ما نتج من العقل فانہ مدخول یقبل الشیہ والتردد و من ہنہا کان دلیل الاشعری یورث شبہة عند المعتزلی ودلیل المعتزلی یورث شبہة عند الاشعری۔ و قال ایہ۔ و اعلموا اہل النظر لا یذرون فی مواطرت وجوب العلم وان التقليد لمصوم قیما بحجریہ ملحق بالمعلوم والقوی من علوم النظر کما یدل علیہ قبول شہادتہا علی الامور الباقیة ان انباء ہا بقوہا دعوی الحق تعالیٰ و یجن ما کن فی زمان تبلیغہ و انما صدق اللہ عزوجل

قیما الخیر نابیہ فی کتابہ عن نوح و عاد و شعوب و فرعون و غیرہم و لا یقبل ذلک یوم القیامة الا من کان علی یتیق من امرہ۔ انتہی۔ و قال ایہ۔ من شرط وجوب الاعتقاد فی امر من الامور وجود نص متواتر فیہ او کشف محقق و من کان عندہ الخبر الواحد الصحیح ینفی فیلج حکمہ و لکن حکما ینکون متعلقا باحکام الدنیاء فان ملق حکمہ بالآخرۃ فلا یتبعی ان یجملہ فی عقیدتہ علی التبعین و لیقل ان کان ہذا صحیحاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفس الامر کما وصل الی نا فاما مؤمن بہ و لکن ما سمع عن اللہ تبارک و تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مما علن اولو اعلو فلا ینح ان ینکون فی العقائد الا ما سمع عن طریق القطع اما بالتواتر و اما باللیل العقلی ما لم یعارضہ نص متواتر لا یمکن الجمع بینہما و ہناک یعتقد النص و ینترک للیل العقل و ینجب علی المؤمن ان یدوم علیہ لکن من حیث ما ہو علم لا من حیث ما ہو اعتقاد فقد ینکون الامر الوارد علی غیر الصورة انق یعطیہا مقام الایمان۔ انتہی۔ میں ہمارے لیے لیس کتبہم شیء۔ وَلَوْ یَکُنْ لَہَا کُفُوٌ اَحَدٌ۔ و کجھو اللہ مومنئ تجلیہم۔ کجھو الشیخ البیہد۔ و اشالی ذلک کلام الہی سے پس میں میں سے قیما مسلم ہو سکتا ہے کہ القرآن کلام الہی اور عقائد صحابہ کرام سے القرآن کلام الہی غیر مخلوق۔

سوال اول

قوله : تامرین الغتہ میں کہا۔ و قول الجوہری علقوہ بذاتی البقد غلط والاصواب اذتاب و فی البیت الذی استشهد بہ تسعة اغلط۔ انتہی میں آپ نے فاضل صاحب دیر غلط ذاتی کی بھی بیان کریں اور وہ بیت اور اغلاط کما اس بیت کے دلیل بقوہ اعراب و بیان فرمادیں۔

الجواب وهو المالمع للصاب دحر الفتح عن صبا الصحاح

اقول : و فی غلط ذاتی بزم صاحب قاموس ہے کہ ذاتی بزل ذنب کے دھبے اور بزم صاف الہ اس کا اسم ہے جس کے غر و اور اس کے مابین فارق ہے۔ بزم صاف اس کا ذنب ہے یعنی بزم ہونا چاہیے تھا جس میں کتبہاں پہلے آپ نے نقل میں غلطی کی

اب میں کہتا ہوں، بحول اللہ قوتہ ان کا دُفعہ ہو گا کہ کل غلیظیات صاحبِ قاضی کا دُفعہ ہو گی۔
مجھے ہو سکتے ہیں کہ ان کے اعدا و قریباً، اے ہے۔ اللہم وصل وسلو وبارک علی المظہر
الاعتراف لہم الاعطو والہ وصحبہ۔

سوال دوم

عويصه ابن الكمال في اعلال المختصون

أصل لا تخشون لا تخشون. فصارا ملتي ما يقبل الذات باعتبارها لا بالحقبة فتولدت منه قضية كان موضعها متصفا في الحقيقة بعنوان المحمول في النوع مثلا لاعتقلا ولا يربها أنا فأنظر بالحوال فيما يقيد المزمع بما يخالف الطبع لا بالإشباع وإن كان يجب الظاهر دون الطبع مفهوم ما كان كل بعض قد خرج بمقتضى المتأقن دون ما يليه إذ اقتضاء الوجود ومنه والذات كالإسلا أو محمول الثانية مفيد برع الموضوع في الأولى ولا ينقض البرهان على أنه لا يورق العكس لهذا الإسلا في بعض بقى ما بقي. ثوب الحاق ما يؤيد موضوع التولد ولا أنظر بالحوال على عكس المذكور أو لا أخذ منه والرعاية على هذاع عدم الخالفة والعدم توجب عدم التخصيص مع أن في الجواز اعتبار الذات وقول الأئمة حاجة لا هو وهو وجه التخصيص متوله من التولد فالتقلب الإعرابي ما أديعتا فورا فقدرنا كنت ذكيا.

الجواب وهو الملهو للصواب

منحة ذي الجلال على عويصة ابن الكمال

قوله : **اسل لاختنوں لاختنوں** . **اقول** : الإي إلى يقول لاختنوا صله
 لاختنيم ليهامه خلاف الراد نظر إلى قوله الأقي قد بالحق ما يؤدى
 عروس التولد . قوله : **فصار إلى اى الباء المتحركة ميتة** أى الفاء ساكنة
 مقبلة للذات بالاضمار لا بالحققة كونه مارة عن رفع حرف و وضع آخر
 عليه لانه من باب تحريك الهمزة بعد تنصيص بل قضيان **الاي الاية**
 لعدم الاستدراج بالهمزة باديهما اسقطنا موضعها متطابقا الحقيقة

بنوا على الحصول في الغرض سنا لاعتقاد ولا يروها ذات امتناع الانتفاء أمر
مأزوني للمعرب لاعتقاف في عليه الريهان من جهة بل لم يفتقر إلى الآن
بواهن على استحالة الاستدلال بالمكن في جميع الألسنة فانهو يقولون بوجه
في افسه سنكرت والنجارية في الانتفاء والعرب والعجم يعتقد منهم
أن اذاجتهم فاقطرب الحال في ما يفتقد الريهان بما يتخالف الطبع إلى
عادة المردم بخلافه الطبع لا لا يماثل أي العقل وأن كان يجب الظاهر
دون الطبع مفهوم من كلام البعض أي وإن كان العقل مفهوم من كلام الرضى
فدفع بقضان المتناقض لتماحيض وأن التعقبات والاختلاف من شيب ذاته
في الظاهر الحقيقية ولهذا لا يماثل المشهور عند بعض المحققين من
أهل الكش والاشهود رضى الله تعالى عنه دون ما عليه اعتقاده الموجود
ميرهن والمتكلم بالكلية في أن تكون ما يماثل ما يماثل على الخفى ما يوجد في
انقصان المتناقض دون ما عليه ما وحصول الثانية مقيد برفع الموضوع في
الأولى بالاعتراض من باب محل ما غير ورفع الزوال المصحيح يقال هو محمول
مقطعة مقيد برقع الموضوع في الأولى لعدم التقيد المذكور في الثانية عند
ابن كمال ولا يتقنع الريهان أي وليس نقصان ما عليه ميرهن عليه
بدرج من الرعاية على أنه هو العقل المتكلم بامتنان صلاتن في بعض
أي لفتي للفظ بالكلية في نظائرها نحن فيه دون أمثال الاثرين من بقى
ما يماثل أي لا تتشوش بالاحتياط ما يؤدى عروض المتولد رفع الاضطراب على
مكس المذكور أي لا يقضان المتناقض بل بتعديكه بأشد المعينات والرعاية
على هذا عدم الخلاف أي هكذا سمع من الأشعة مع موافقته وتماثله
لحرمان ما قبل المالحق في جميع الإيجاب مثل الاثرين من الأوجوه
والأهم كقولهم الكيفية كما شرأنا أن تمت قوله لوروي العكس
من أين في الجواز الكيفية لذات بل الذات والملا شمعاً دون عدمه وقول
الأشعة حجة لآخرهم أي أشعة الفلز حجة لقرآن الصريين فانهو
أشروا على سبيل المرجوح كسوة ما قبل المالحق اي لا يرد ما روى في قولة
جزالة والصلالة بالفتح شدة ذوا وجه التصريح متولاه من التولد أي
ستتقدم من الكيفية كما فاقظ بالكلية من أي ما عينت في عرايا الاثرين
تدبروا أن ذلك ادرج على اشارك خاسراً أو كعتت غيباً ولعلك رديت ما

کتبت علی هامش العویصۃ ان فی النقول مسامحة وخطا واحد اینه و فی النقل اربعة اعلاط . منقول میں ایک مسامحتہ اور ایک غلطی ہے اور نقل میں سید غلطیاں . این کمال کی جانب سے جواب اور تصحیح نقل بذراقتل ہے۔ وود نہ منوط الفتاد۔

سوال سویم

ہم آپ کی خدمت میں امام برشدیہ الدین ابوالحسن عمر بن اسماعیل بن مسعود الفارسی کے کفر منظم پیش کرتے ہیں۔ آپ ضرور عمل فرمائیں گے اور وہ یہ ہے۔

ما سوس ثلاثی الحروف ثلثتہ
والثلاث الآخر جوہر حلت بہ
وهو الثلاث جذرہ مثل لہ
جزیرہ من الفاک العلی وانما
حتی جماد ساکن متحرک
وتراہ مع خمیہ علتہ کونہ
ویف برخمیہ جمیع التحومو
ویحالہ فعل مضی مستقبلا
تید لمطلقہ خصوص عمومہ
شئ مقیم فی الرحیل وممکن
واھوما فی الشرع والدين اسمه
ودقیق معناه الجلیل مناسب
واذا عرضی تطلب حله
واذا عرضہ بدر فرمیدہ
للمطلق والحکمیم متاجہ
ولہ شعار اشعرى واعتقا
وتعامہ فی قول شاعر کندہ
یرویک فی ظمائی بورودہ
ولقد طللت اللغز جمالو فی
فاستجل بکرا من ولی بالخی

مثل لہ والثلث ضمعت جمیعہ
الاعراض جمعا فاعجیو البدیعہ
واذا برع بان فی تربیعہ
باقیہ خوف امان مرویہ
ان کنت ذا نظر الی تنویعہ
معولہ سرا بغیر ندبیعہ
جود ومحمول علی مروضہ
جمدت مناعہ لحدہ منیعہ
زید لفرودہ علی مجموعہ
کالستحیل بطبیئہ کسر یعہ
ومضافہ باصولہ وفسروعہ
علم الخلیل ولس من تقطیعہ
الغاہ فی المرقوق او مجموعہ
عقد الیزن الدر فی تربیعہ
وعلاجہ بذہابہ ورجوعہ
دحبلی فاعجیو لوقوعہ
ماحاذظ للہمد مثل مضیعہ
یریک فی ظلوہدے بطلوعہ
تفصیلہ تفصیل روض ربیعہ
تہدی لکفو الفضل بین ربوعہ

الجواب وهو الملهو للصواب الرمز فی اللغز

قوله: ما سوس ثلاثی الحروف ثلثتہ مثل لہ والثلث ضمعت جمیعہ .
اعلموا نہ یجب علی طالب الحل ان یعلموا ولا انواع الاعداد والاصول
العشرۃ لكل اسم والوجود العقلي والرقعي والذهني له فان بعض الاحكام
فی هذا اللغز معینہ علی بعض الانواع والاصول والوجود دون بعض وايہ بعضها
یدور فكلها علی بنائط الاسم والبعض الآخر علی الاسم والبعض علی السمی.
انواع الاعداد (۱) عدد واحد (۲) عدد الاسرار من الف الى السون
علی الترتیب المشہور ومن (س) علی خلافہ۔ س ح ق ف م ی ر ش ت
ث ی ح م ی ر ش ت ی ر ش ت ی ر ش ت ی ر ش ت ی ر ش ت ی ر ش ت
واحد شومن التسعة الی اربعہ عشر فی الدور الثاني ثومن عشرۃ الی
اربعة عشر فی الدور الثالث ثم من احدى عشر الی اربعہ عشر فی الدور الرابع
ثومن اثني عشر الی اربعہ عشر فی الدور الخامس ثومن ثلثۃ عشر الی
اربعة عشر فی الدور السادس ثومن علی اربعہ عشر لغین۔ (۳) مثلثات
الاعداد لحروف الطبايع الاربعہ (۵) اعداد فواصل الدور (۶) اعداد اویسیہ
(۷) اعداد تنویوہ (۸) مثلثۃ الابدی (۹) عکس الابدی (۱۰) عدد
اکملی اعنی اثبثی (۱۱) اعداد مخزونه (۱۲) اعداد زوجیہ من الاثنین
الی ثمانیہ وخمیسین (۱۳) احب الاعداد (۱۴) مثلثات الابدی اعنی
ایقنی من الواحد والاثنین الی العشرۃ (۱۵) ایقنی من الواحد والمائۃ والالف
(۱۶) اعداد الاختیار اعنی یوشی (۱۷) اعداد شیخی (۱۸) اعداد غایۃ الالمانی
اعنی عکس الایق (۱۹) اعداد موسویہ (۲۰) اعداد اصفیہ (۲۱) دانیالی۔
(۲۲) اعداد الرمیۃ (۲۳) اعداد مثلثۃ الوسطی ومثلثۃ الاقدس۔
(۲۴) مثلثۃ العشرات (۲۵) مثلثۃ المئات (۲۶) مثلثۃ الالوف۔
(۲۷) اعداد عکس اھطی (۲۸) اعداد الصوامت وعید اصمو۔
(۲۹) عدد ناطق۔

لہ واحد الی ثمانیہ وعشرین ۱۳

الأصول العشرة : التي كانت اسمها في حروف واسط فاحتملها في حروفها في حروفها
 جميع الاموال . وكل من الشرة وحيط مجموعي وكبيرى وصغيرى . فقلت
 الاسماء الرموز مثل له بحسب بعض الاعداد والثالث الاخر ضعف الجميع
 بحسب بعض اخر هكذا جذره مثل له والثالث الاخر الحروف كلها ثمانينات
 عارضة له فهو حروف معروف لما هذا بحسب الوجود اللفظي واما الخفي
 فكما صرح الشيخ الاكبر قدس سره حيث قال فالثالث الاول هي حشرة
 بحسب الجنس البعيد والثالث الثاني روحه بحسب الجنس القريب
 والثالث الاخر به صار نوعا وجعل الباقي له اعيانها انتهى . ياد في تفسير
 فانهم ان كنت من مهرة الفرس . واعلم ايضا ان من الثلث الى التسع
 كل واحد مندوب الى الله لاري السبعة فالثالث الى زحل والرابع الى المشتري
 هكذا الى ان التسع الى القمر فتدبر في الفلز حيث قال بان في ترتيبه جزء
 من الفلك العلوي وايضا ان الفلك الكلي مركب من الافلاك الجزئية من المثل
 والمائل وجوزهر والمقير وخارج المركز والحامل والتدوير ففلك القمر مركب
 من المائل والحامل والتدوير والجوزهر المحيط للثلاثة الاول وتلك المدار
 مركب ايضا من اربعة المثل والدير والحامل والتدوير وفلك الشمس مركب
 من فلكين المثل وخارج المركز وليس له تدوير بل هي مركبة في تخن خارج
 المركز موضع التدوير وفلك الزهرة والمشتري والزحل مركب كل واحد منهما
 لثلاثة افلاك المثل والحامل والتدوير وكل واحد من السبعة السيارة سوى
 الشمس مركوز في ناحية تدويره وهو في تخن الحامل . مثلا شكل فلك القمر
 والتدوير هو التقادوت
 مقدار اربعة بروج مثلا
 الزهرة في السرطان
 الجوزهر في الثور
 الشمس في الحمل
 القمر في السرطان
 ان مقابله دليل
 والافلاك فافهم
 في الفلز والافلاك
 ولتعمها قبله



منازل الالفة مألوفة
 فقل لمن عزيز فيها اقرب
 وهي بهذا التفت معروفه
 فقل لمن بالامن محفوفه
 وهي على الاثنين موقوفة
 وعن عذاب الوتر مصروفه
 واعلم ان هذا المنزل اعني منزل الرموز يحتوى على منازل منها منزل الفتنة
 والوجدان ومنزل القهر والخسف قال الشيخ رضي عنه في هذا المنزل
 وهو في قوس في صلاة خلف امام وقمت مني صيحة مالي بها من علمها
 وقمت مني غير انه ما بقي احد من سمعها الا سقط مفتش عليه الى ان قال
 وكنت اول من افاق كما رأيت احدا الا صاعقا بعد حين افاقا فقلت ما كنتم
 تفعلون انتم ما شأنكم لقد صحت صيحة انثرت ماترى في الجاعة اراي المسلمين
 ولما الجيران سقطت بعضهم من السطوح قتلوا والله ما عتدي خيرا في
 صحت . انتهى . فتفكر ايها الطالب في قوله حتى جماد ساكن متحرك .
 وليعلم ان هذا الاسم له ثلثة احرف اوله حرف ثمانية كثيرة عليها
 يدور فلك بعض الاحكام وطبعة الالهيات الاول اخرة حار يابس ورأسه
 بارد يطبق عنصره الماء والثاني يوجد عنه الانسان والمقواء له الاسوال
 حركية متميزة . ممتزج موش مخفي . علامته مشتركة وله من الالهيات على
 مراتبها كل اسم في اوله حرف من حروف بساطة له
 فاعلم بان الوجود الكون في فلك وفي قوله في جوهر البشر
 ولما كانت الشعة قد ظهرت في حقيقة هذه الشعة ظهرت عنه المدورات
 الشعة فظهر به عين المعداد والحد كما قال في الفلز . وتراه مع تحية علة
 كونه معلوله سرا غير نديدة
 جود ومحمول على موضوعه فاما تالفت اعيان الحروف فظهرت الحياوة
 الحسية في المعاني كما تشهد به الكلف الصحيح فتولدت المعاني المقتضية
 للاعراب ولما ذكرنا قبله سابقا له الاحوال اظهر لك رجاءه فكل من يتقلا
 وقوله زيدا لطلقة خصوص عموه محله ما بعد قوله (المنطقي والكبير تاجه)
 وقوله زيدا لطلقة وعلى مجموعه) مبنى على مراتب الاعداد المختلفة بحسب
 الوسيط الاكبر والكبرى والصغيرى كما قال بعض المحققين وانه موجود
 ما بين المحيط والنقطة وان الاقرب من المحيط اوسع من الذي في جونه وما
 انخط من العناصر نزل من هذه الدرجة حتى الى ذرة الارض وكل جزء من

كل محيط يقابل ما فوقه وما تحته بذاته لا يزيد واحد على الآخر
 بنى وإن اشع الواحد وضائق الآخر والكل ينظر إلى النقطة والنقطة على
 صفرها تنظر إلى كل جزء من المحيط كما يحدّها فالتحصر المحيط والتحصينه النقطة و
 بالعكس وكان ابتداء الله الدائرة وجود العقل الأول وانتهت إلى النوع الإنساني تكلمت
 الدائرة واتصل الإنسان بالعقل كما يتصل آخر الدائرة بأولها وأقام سبحانه هذه
 الصورة الإنشائية كصورة العدد الذي للخصية فهو سبحانه يسلك قبة السموات
 أن تزلزل بسببه فإذا انفتحت هذه الصورة ولوحق منها على وجه الأرض أحد
 سقطت السموات وخربت وانثقت وهي يومئذ وأهية ساقطة بزوال العدد
 الذي هو الإنسان فهو الخليفة حقاً والعين المقصودة من المالمو ومحل ظهور الامام
 الالهية وهو الجامع لحقائق العالم كله مع صفره من ملك وفلك وروح وجسم و
 طبيعة وجماد ونبات وحيوان غير أن الله تعالى ابتلاه ببلاء ما يثني به أجدامن
 خلقه املا أن يعده أو يشقيه أي خلق فيه قوة تسمى الفكر وجماعها خادمة لقوة
 أخرى تسمى العقل ثمن أن فكّر هذا العقل معرفته لربح اليه فيها لا في غيره
 فيرى أن المعلوم بأنه لا جليل إليه إلا تعريف الله فلو فهموا هذا الفهم الاستقلال
 خاصة الله من انبيائه وأوليائه تفكره بل ابتكاره قالوا بل حين قال لهم
 الست بربكم واشهد هو على أنفسهم في قبضة الذرع فلهذا دم أو بعبادة الله
 لا والله بل بعبادة الله ولما رجعوا إلى الأخذ عن تواهم التفكير لم يجتمعوا قط
 على حكم واحد فذهب كل طائفة إلى مذهب وكثرت القبائل هذا اللاشعور و
 هذا الماتريدية مثلاً لكنهم شكر الله سبحانه فعلموا هذا الرأى للخصم لا لفصيل
 أيما شعراً وأدعاهم فإن المؤمن لا يسبيل له في حصوله إلا التعريف الهى كما ذكرنا
 سابقاً وأرض قطعي سمى ولعلك تظننت معاذركنا عليك معنى -

شئ متميم في الرحيل وممكن
 وأهم في الشرع والدين إسمه
 ودقيق معناه الجليل مناسب
 لمد كون حروف هذا الاسم حروف الوزن الخليل لكن العروضي يجده في المفروق
 فقوله: الفاه في المفروق ومعجونه
 وأد ترجمه بدور فرسيه
 المنطقى والحكيم نتاجه
 كالتعجيل بطيشه كسريره
 وعضائه بأصوله وفروعه
 علم الخليل وليس من تقطيعه
 عقد أيزين الدفنى ترجمه
 وعلاجه بذهابه ورجوعه

فإن نتاج المنطقى موقوف على ذهاب الحد الأوسط والحكيم علاجه يرجعه
 فأنه يتقضى وجود معالج - وله شعرا لعمري واعتقاد خبلي فاجيب الوقوع -
 لما سمعت قبيل هذا والحاصل أن الناقذ السبب بدت تأمله فيما مرنا بقور
 بالمرام فإن الرمز محل الغزاجملا ولا يزيد حله تفصيلا وإن ردت توضيحه
 حتى الوضحة تبعد رعاية الأصول التي تلونا عليك تفكر في هذين البيتين -
 وتسامه في قول شاعر كندة
 ما حافظ للعهد مثل مشيعه
 يرويك في قلما ندى بورود
 ويريك في ظمهدى بطلوعه
 تجد يانطق صراحة وإن كان على ألف والتشوشوش ويبدل الحل -
 فاستجلب بكرام من لحن بالحقى
 تهذى لكفى الفضل بين ربوعه
 تعال المرز المكتوم على المغز للنظوم - وفوق كل ذي علم عليم -
 إلا ان الرموز دليل صدق
 وإن المالمين لهم رموز
 ولولا اللزكان القول كفسا
 ولدى العالمين إلى العباد
 فهو بالرمز قد جدوا قتلوا
 بأهراق الدماء وبالفساد
 فكيف بنا الزان الامريدو
 فكيف بنا الشقاء هنا يقيناً
 ولكن الغفوار عا سرترا
 وعند البعث في يوم القادى
 ليسعد ناعلى زعوا الهادى

فإنها السائل الساطع قال إلى والصق رداً ففك وعرض طرك بالجيب والصلوة و
 خذ المزير والمطر بشان ترك وأياخسك واجعل خدورتك وحججتيك إلى
 قيهلى وأثباتى حتى لا تفتىة وأبليس نبسة أجال اودعتهما ودعيتهما بجراطة
 جلبلائك ونقطة رباطك حتى تدرى ما الرمز وايش الفز - والحمد لله
 رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين وآله وصحبه اجمعين ط

سوال چهارم

قال صاحب الوقاية من الحنفية في بحث البيع - البيع يتعقد باليجاب و
 قبول بلقضى ماض - اس پر علامہ ذاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا - دل بہ علیہ ودون
 بما تألف مع زائلہ منہ التحویل الی مشکوک ومصادفة العدة لا التحبیز -

كان النقل في كليهما مزيلًا لعابيتي في المراد فالحق ما قالوه لإساقال العلامة القضاة
ولعلك دريت أن في النقل وهما كما أن في النقل أربعة أغلاط والتصحيح على
النقل والمنقولة الذكي بعد التأمل فيما ذكر لا يحتاج إلى تصحيحه فهذا أربعة
يتبادي باعطي ندام على أن السائل ما فهم مراد العلامة وبعد لولات العبارات
المنقولة فليتردد على آثاره خائبًا وخاسرًا فإتصاف الأعمال باللبتات وإنما
لاصري ما نوي وكانت نيتك إظهار التعليل وجواز سبب مشاهدا
حاصل به بما ذكره من تاريخي كي وبقطع ظهري اور جمهوري صريح اور ناقل نقل في غير
مخاطبين كي ہیں۔ اللہم وصل وسلو وبارك على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين۔
والحمد لله رب العالمين۔

سوال ششم

قولہ: تسلسل کے کتنے قسم ہیں اور کونسا متبع اور کونسا جائز اور کونسا مختلف فیہ ہے۔
وکنہ ذہنہ قسم ہے۔ الخ

الجواب وهو المسموع للصواب

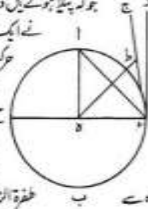
رفع الدور والتزلزل في بيان الدور والتسلسل

اقول: تسلسل دو قسم ہے۔ ایک تسلسل فی المراتب کا اسل و المعلولات اور یہ متبع ہے
باتفاق مقلد۔ دوسرا تسلسل فی الآثار کو جو حوادث بعد حادث۔ جیسے اور اب البذل تسلسل
آثار کو مطلقاً منقطع کہتے ہیں باطنی میں یہ یہ مستقبل میں۔ اور اکثر متکلمین فی المابغی فقط اور
اکثر اہل حدیث و ملاسفہ فی المابغی و المستقبل دونوں میں جائزہ جاتے ہیں۔ اور تسلسل فی مسم
الآثار اور تسلسل فی معنی الدور کے احوال سے تسلسل کے اقسام چارہم سے ہیں۔ دور دور قسم ہے
ایک دور قبی یعنی لایکون هذا الا بعد هذا ولا هذا الا بعد هذا اور قسم باتفاق
متقطع ہے۔ دور ترا دور متقطع کا مقتضا ثقیین مثل الاجرة والینقذ۔ اور یہ قسم جائز ہے۔

سوال ہفتم

قولہ: تاویل کیا کہتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کلام میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف
انہت اور انما امت کی کلام میں اور متاخرین کی اصطلاح عادت میں کیا کہتے ہیں اور کیا

وایضاً اقلیدس کے مسئلہ مذکورہ شکل مذکور میں ثابت کیا گیا کہ جزاویہ پیدایہ و درمیان
 دائرہ اور خط تماس کے علی طرف قطع میں اقصا رہا احد ہوتا ہے یعنی چھڑا ہوتا ہے
 سب زاویوں سے
 جب کہ ذوق کیا ہم
 کے اور متحرکی ہی
 طرف میں ثابت قطع
 زاویہ متحرک کا جو کہ
 بغیر اس کے کہ
 زاویہ مذکور کے متحرکی کو
 علی بذات القیاس اور بھی کئی وجہ سے
 طوقہ الزاویہ ثابت ہو سکتا ہے۔



سوال دہم

قولہ : فرق مغربیان قراویں و درمیان کئی ذاتی اور کئی عرضی کے اور کیا مضی ہے اس
 قول کا کہ کئی ذاتی وہ ہے جو مقیم و محصل ماہیت ہوا اور داخل ماہیت ہوا اور کئی عرضی وہ ہے
 جو خلاف اس کے ہوا در ذات کس طرح مرکب ہو کئی ہی صفات سے شش میں اور متصل
 کے اور کیا فرق ہے درمیان ناخلف اور ضابط کے کہ ایک ذاتی بنا اور دوسرا عرضی یا وجود
 مساوی الاقدام ہونے دونوں کے لزوم میں۔ برہان سے جواب دیں نہ تعلید سے۔

الجواب هو الملمع للصواب البیان المرضی فی الذائق والعرضی

اقول : یوں کہنا چاہیے۔ الذائق مایس بخارج والعرضی بخلافہ لیشمل
 النوع ذاتی عرضی میں متصل نوع تمامہ عرضی عام اور اصطلاحی ہیں۔ ان خصوصیات اصطلاحیہ
 منطقیہ کے صواب میں خافض اصطلاحی ہیں خصوصاً اولاً حقیقت لہذا اما قدر اہل اصطلاح
 میں ماہیات اصطلاحی مثلاً کھر اسم فعل عرف و فروعی ماہیت وہی ہے باہل اصطلاح نے
 بیان کی ہے ان ماہیات میں جو عام مقدم ماہیت ہے وہ میں ہے اور جو عام عرضی محصل
 ہے وہ میں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کھا ہوا ظاہر لہذا ادنی مہارت۔ ہذا حق
 و تفسیر میں ایک امر کو ذاتی اور دوسرے کو عرضی یا ایک کو عرضی عام۔ یکہ ایک کو

فصل دوسرے کو عام قرار دینا چونکہ معروف ہے اس پر کہ پہلے اس امر کی حقیقت ذاتی معلوم
 ہو اور پھر وہ جو متحرک ہے کما قالوا (شعر تفتیح الحقیقۃ صغیر جدا) انہذا فی حیران
 کو عرض اور ناخلف کو عرض بنا مع ان الجنس مشتبہ بالعرض العام والفضل بالخاصۃ
 کما صرحوا بہ ایضاً صحیح نہ ہوگا۔ ویقول بہ احدہل المقصود من التفتیلات
 المتکثرۃ فی کتب المنطق هو التفتیح لا الحکم القطعی بان الحيوان مقوم للانسان
 کما ناطق ولا ماہیۃ للانسان غیر الحيوان الناطق۔ والفارق بین الذائق
 والعرضی ان ما لخذ من الذات اولاً بلا واسطۃ الاوضاع الخارجیۃ فهو ذاتی
 بمعنی انہ لو حصل فی الخارج لکان عین ذلک الشخص بناء علی حصول الاشیاء
 بانفسہا لان الحاصل فی الذہن من حیث حصولہ فیہ ذاتی الموجود العینی
 وهذا هو المراد من تصریحات اہل العقول فلا یزید ما اورده الشیخ ابن تیمیۃ
 والعرضی بخلافہ۔ حاصل یہ ہو کہ اس کا اعتراض بہ ضرورت اہل منطق پر وارد نہیں کہ تفسیر
 الشیخ ابن تیمیۃ و ذکرہ السائل تقلید الہ و کذا ما قالہ رحمہ اللہ زو لست دلالة
 المطابقة دلالة اللفظ علی ما وضع لہ کما یفہم بعض الناس۔ ودلالة
 التضمن استعمال اللفظ فی جزء معناه ودلالة التزام استعمال اللفظ فی لازم
 معناه بل یجب الفرق بین ما وضع لہ اللفظ و بین ما عناه المتکون لللفظ
 و بین ما یحصل المستمع علیہ اللفظ۔ (و) کون الوضع الماخوذ فی قولہم (دلالة
 اللفظ علی ما وضع لہ) اعم من الوضع النوعی الشامل للمجاز کما ہو مصرح فی
 کلامہم۔ البتہ اس غیر پر وارد ہو سکتا ہے جو حقیقت و تفسیر ان کو خلاف جہان ناخلف ہی قرار
 دے۔ ولایذعہ احد۔

انہ میں ان کے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ وہی صاحب مانی ہی ان امراتوں کے کہ ایک
 امر کی تقلید کو تو شک اور تفرق ہوا کہ کہنے میں اور بعد از خود تقلید و تقلبات میں شیخ ابن تیمیۃ
 کے سنت مقلد ہیں۔ **این ہذا التی و الخیار**۔

وہ بارہ سوالات جو حضور قبلہ عالم قدر نے

مولوی خانی پوری پر کئے

حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں

سوالات اشاعت عشر

الْعَشْرَةُ بِالْعَصْرِ وَالْفَضْلُ تَبَرُّعٌ

خانی پوری صاحب نے اپنے رسالہ کے خاتمہ پر یہ بھی تحریر کیا تھا کہ حضرت قسطلیہ و کعبہ شاہ صاحب کو لاڈلے دام پر کاہم اُن کے کسٹل سوالات کا جواب خود تحریر فرما دیں حضرت قبلہ کو بھی حق حاصل ہوگا کہ کوئی سوالات خانی پوری صاحب سے استفادہ فرمائیں اور اُن سوالات کا جواب دینے کے لیے خانی پوری صاحب پابند ہوں گے۔ یہ اور قایل! انہوں نے اس خیال سے لکھا تھا کہ حضرت قبلہ ان کو اپنا مخاطب بنانے کی عزت نہ دیں گے لیکن چونکہ تقدیر الہی کی نہیں ہو سکتی تھی کہ خانی پوری صاحب کی عصمتی فضیلت کا پردہ زنگاری بالکل ہی اٹھ جائے اس لیے حضرت قبلہ کے حکم شہادک سے ہی خانی پوری صاحب کے سوالات کے جوابات مرقوم ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم نے اپنے نوازندوں کی العافیت پر چند سوالات کا تحریر فرمادیا بھی منظور فرمایا۔ جو خانی پوری صاحب کے ملانے تو کلی کھولنے کے لیے اُن سے استفادہ کئے جاسیں۔

حضرت قبلہ کو کئے بارہ سوالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اور خانی پوری صاحب کو اپنی ماضی طبعیت کی کوئی خیالی وقت قائم نہیں بھی منظور ہے تو ان کو لازم ہے کہ ان سوالات کے جوابات بہت جلد لکھ کر شائع کر دیں۔ اگر کچھ عموماً مولوں اور استادوں سے امداد لینے کا خیال ہے اور ان سے امداد لینے کے لیے مہلت طلب کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو ۱۰ نجوم الخوام ص ۵۷ تک ایک اشاعت اس مضمون کا شائع کر دیں کہ ہم یہ مہلت لینے کے ان سوالات کا جواب دیتے سے عاجز ہیں اور اس قدر عرصہ کی مہلت میں ان کا جواب تیار کر کے چھاپ دیں گے۔

بحسورت ان سوالات کا جواب فی الغد نہ ملنے کے یہ سمجھ لیا جائے گا کہ خانی پوری صاحب نے اپنی ہزیمت اور بے علمی کا پورا اقبال کر لیتے اور بحسورت ۱۰ نجوم الخوام تک کوئی اس

مضمون کا اشتہار بھی ان کی طرف سے زناٹے ہونے کے یہ صریح نتیجہ لگانا پوری صاحب کے معاونین بھی ان کے ساتھ اس ہزیمت اور اقرار بے علمی میں شامل ہیں۔

پہلا سوال

والناموس بالغاموس) نیک یا مجذوبین علیٰ معروف تجی اب ت ت ی ملک کے متعلق فرماتے ہیں: فیہا شئشہ الاف مشئہ و خمسائہ و اربعین مشئہ علی عدد الاصلات و تحت کل مشئہ مسائل۔ التجی۔ و ایضاً قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ منعی البیاض من الاعداد و اصابع و عقد الشاعشر و کل واحد من ہذا العدد رجل من عباد اللہ لہ حکم ذلک العدد و الواحد منہم یس من العدد و لہذا کان وقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلموا حدی عشر رکعہ تک عشر متعاشاً و کل رجل من امتہ یتکون قلب ذلک الرجل علی صورۃ قلب الذی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلموا فی ثلاث رکعہ و اما الثانی عشر فهو الجامع لحد عشر و الرجل الذی لہ مقام الاثنی عشر و هو حق کلہ فی الظاہر و یاطن یعلمو و لا یعلمو و هو الواحد الاول انتشاً من صورۃ الرکعۃ الاولی رجل من رجال اللہ یدعی بعید الکریہ و من صورۃ الرکعۃ الثانیۃ رجل یدعی بعید الجلیب و من الثالثۃ رجل یقول لہ عبد الحمید و من الرابعۃ رجل یدعی عبد الرحمن و من الخامسة رجل یدعی عبد المعطی و من سادسۃ رجل یدعی عبد المؤمن و من السابعۃ رجل یدعی عبد الرحیم و من الثامنۃ رجل یدعی عبد المالك و من التاسعۃ رجل یدعی عبد الہادی و من العاشرۃ رجل یدعی عبد ربہ و من احدی عشرۃ و رجل یدعی عبد الغد و اما تمام الاثنی عشر ذلک السی المعین۔ حق ہزار پانچویں (۵۰) مسئلہ عرف قانہہ اب ت ت اب ت ت کلن اور عبارت عبودہ بالا کا مغسب اور گیارہ شخص اس کے اسم کی وجہ تحقیق باسی و رکعت بیان کریں اور اشخاص مذکورہ کا مقام صحابہ کرم کے زمانہ میں کون تھا۔ اور نیز عرف بھی کی ترتیب لکھائی کہ وہ ۱۔ پہلے ۱۔ چرب پیرت علی بذالقیاں سی ملک) بیان کرو۔ اگر غرض کی دوسرے ہے تو پہلے خانی پوری صاحب

۱۔ سائل نے یہ کہ حضرت شیخ ابن عربی نے ہذا فی تفسیر مرقہ کے فقرہ کے بعد سے مولیٰ نجوم استفادہ کیا ہے لہذا یہ نجوم صرف شیخ استفادہ کی کام میں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ۱۰

پھر حق ہونے پر نہیں، یا ایکس ملا کر اس طرح نہیں، آپ فزوں پر ترتیب کس لحاظ سے
سے اور نیز تماشق لا کا باعث بیان فزوں، پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ لا، مابین ہا اور ی
کے کیوں رہی گئی۔ اگر آپ نے قاعدہ حروف بھی اب ت ث الخ سمجھا ہوا ہے تو
ضرور بیان فزوں لگے۔

دوسرا سوال

العویصة بالعویصة لابی الکمال

اصل باع وقال وخاف وهاب وطال بيع وقول وخوف وهيب وطول۔
فتولدت عند ارتفاع المانع قضيتان موضوع احدهما الفلک الکلی کما ان
لموضوع الثانية الفلک الجزئی ودورة فلک الشاف من سائرهما احد عشر الف
سنة۔ ولما ذكرنا من الفلک الجزئی والکلی اقصا بالتصاوين في العنوان الموضوعی
واختلفت الرابطة بالایجاب والسلب فشرافا احديهما من جهة العنوان والربط
کما ان خلسة الاخری من جهة کلتيهما ومن المقرر ان مقتضى الصورة النوعية
للفلک الکلی الحاوی هو القاسم لمقتضى الجزئی المحوی لکن القاسم في
الافلاك ليس بمقتضى محوياتها الامکان المعية في التحقق ضرورة لفطرة
المبدء وههنا ليس كذلك لعدم هذا هو القادري بين الاثنين والثلاثة اذ لو لم
يكن عسل فخل۔

تیسرا سوال

اللفز باللفز لصاحب ابی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ما الاسوال الذی رکب من عشرين وثلاثين بينهما حسا ومعنى وقدي يتركب
حالا معني من ثمانية وثمانين ومائتين وستة عدد افاذا جمعتما على وجه
مخصوص من غير اسقاط الستة كان اسما مركبا وان اسقطت الستة
كان اسما غير مركب۔

لے پہلے سوال میں گویا آٹھ سوال مندرج ہیں۔

چوتھا سوال

الفتحة بالفتحة

فتحة کلام رتباتہ تعالیٰ علیہم کی ہدایت ذیل (بلوغ ظل کل شیء مثلیہ
سوی نبی الزوال) میں اس مسئلہ کا مفاد اور نیت بیان فرمادیں۔

پانچواں سوال

الکلام بالکلام

استقامت استقامت کا آجے کو کلام الہی میں مذہب ذیل (بطل ہی) قول انہی و
ابن کلاب وغیرہما کا بیانہ معنی واحد قد یوقفتہ بذاتہ تعالیٰ ہوا لغیرہ النہی
والخیر والاستخبار ان غیرہما بالغیر بالعبیۃ کان قرانا وبالعبیۃ کان قورا۔
(۲) قول ایک ظاہر کا اہل کلام وال حدیث کہ انہ حروف واصوات الزلیۃ مجمعة
فی الاول وهی المسموعة من النار۔ (۳) قول جہر بالانہ حروف واصوات قدیۃ
کنقول الطائفة المذكورة الانعالمیت ہی المسموعة من النار۔ (۴) اور (۵) قول
کرانیہ اور ہشتم بن الحکم کا۔ انہ حروف واصوات لکن تکلمو بعد ان لو یکن متکلم
وکلما۔ حادث فی ذاتہ کما ان قبلہ حادث فی ذاتہ بعد ان لو یکن متکلم ولا
فاعلا۔ (۶) قول اربعہ ش کا۔ انہ تعالیٰ لو یکن متکلم اذ اشاء ویکلام یقوم بہ
وهو متکلم یصوت یسمع وان نوع الکلام قدیم۔ (۷) قول صابوہ اور متفقہ ش ابی ینا
وغیرہ اور متفقہ فلا سرف ویکلمین فہذا کلام اللہ تعالیٰ ما یفیض علی النفس من المعانی
التي تفيض اما من العقل الفاعل عند بعضہم ولما من غیرہ۔ (۸) قول امت زک
انہ مخلق قاضو غیرہ تعالیٰ۔ پہلا مذہب جو لازم اتھا معنی قل لہو لئلا حد۔
و تلت بذاتی لہب، مثلاً دوسرا جو امتناح قدیم وقف واصوات ایسا ہی سہل بھی۔
اور چوتھا و پانچواں اور چھٹا جو لزوم قیام حادث بذاتہ تعالیٰ اور ساتواں جو لزوم خلف اور
آٹھواں جو قیام العین غیر الموصوف باطل ہے۔ آپ کسی مذہب کو مذہب نہ کہو رہے
کے کہ تحقیق ظہور یہ اس کی صحت و حقیقت کو ثابت کریں اور نیز فزوں کی کثرت باقی ہے
کو آپ عین ذات ماننے میں بالائین بر تقدیر ثانی متغیر و جودہ و متغیر و جودہ و متغیر و جودہ

پہلی اور چوتھی شق پر ہم نے فہمات لما اقتدر ان الاستلزامات لیس لہا وجود
سوی وجود المتشار۔ اور دوسری اور تیسری پر حصول کمال از غیر ہونا ہی ہے شان
البریت کے، باطل ہے۔ فقول المتکلمین انہما لا عین ولا غیر فی غایۃ البعد فانہما
قائلون بانفیات الزوال والدلائل انہما غیری وقولہما (العینان ہر اللذان یجوز
مقارنۃ لحدیثہما عن الآخر مکانا وزمانا وجودا وعدما) محکم صریح و مصب قبیح
آپ ایک شفیق کو کسے کڑھن مفت کا ثبوت مدللانہ طرز پر دیں بعد ازاں آپ کو استحقاق سوال
از صفت کام ہادی مزا سزا ہوگا۔

چھٹا سوال

اقلیدس میں سے وہ کون سی شکل ہے جس سے توحید ثابت ہوتی ہے اور وہ کون سی
جس سے قائل بالتثلیث پر غور و فکر ہو سکتا ہے اور پھر اقلیدس ہی کی کدو سے اس کی
تردیج بھی کی جاسکتی ہے۔ اور نیز آپ تین دانے سے بناویں جن کے کوئی تھوڑے عینے ہوئے
خطلوں کے برابر ہوں اور ان میں سے ایک اندر کی طرف اور دوسری طرف من کریں۔ نتیجے
کو کوئی تھوڑے میں کیا نسبت ہونی چاہیے کہ کل جن ہو۔

ساتواں سوال

اشاعرہ کی دلیل حدیث عالم پر کج بحث التخریج و حدوث اعراضہا صحیح نہیں لعدم
انحصار العالم و فیما قول الاثیری فی الممكن الاول اندہ يجوز تقدمه علی زمان
وجوده و تاخره عنه فاسد از الزمان عندہ فی ہذا السئلہ مقدر لا موجود لمکون
الاختصاص دلیل علی التخصص۔

آٹھواں سوال

بخاری کی حدیث (تحول فی الصور) ظاہر الیس کتبتہ غنی ثل کے منافی
معلوم ہوتی ہے فان للصور بصورۃ مثل لہ اذا کان فی صورۃ اخروی مع صحۃ
الحمل بینہ و بین المتحول۔ ان میں تطبیق چاہیے۔ پھر یہ فرماویں کہ اس پیش میں اگر انکار
کئے ہیں اور کہیں کیا قیل از تجلی ہذا کوئی نہیں ان کو کسی صورت میں مشاہدہ ہوا تھا یا نہ۔

اگر وہ اسے تو کون ہی صورت میں۔ اگر نہیں تو پھر انکار اور تسلیم کیا کئے۔ آیت اور حدیث
سے ثبوت چاہیے۔ اور نیز حدیث معراج میں بالخصوص موصی علیہ السلام کی کو در بارہ نماز کے
قبائش کی کیا وجہ تھی۔ مع انکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک علوم اہلین و آفرین تھے اور
نیز ہر ایک نبی کی ملک مخصوص سے وجہ خصوصیت کیا ہے۔

نواں سوال

قوله تعالى: فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا اور فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا لَكُمْ میں افراد
اور جمعیت ضروری وجہ تخصیص کیا اور نیز قوله تعالى فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا لَكُمْ سے
فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا لَكُمْ یا فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا لَكُمْ بادی التخصیص مناسب
معلوم ہوتا ہے اس قول بادی تعالیٰ کو فَادْعُ أَنتَ نَحْنُ مُجِيبُوا لَكُمْ وایضاً فادْعُ أَنتَ
لَكُمْ امشراً وَاذْكُرْ آيَاتِ اللَّهِ أَن تَقُولُوا لَمْ يَكُنْ قَبْلَكَ شَيْءٌ میں فادْعُ أَنتَ کی وجہ بیان کریں۔
مع ان الحقن ائمنہ لا افتتاح للقول کمال افتتاح لعلوم علمہ تعالیٰ
فما حدث الا ظهور للكون لعماله الشهادة بعد ان كان غيبا على علوانه تعالى۔

دسواں سوال

قال تعالى: وَكَانَ شَيْءٌ أَحْصِيَهُ فِي إِمَامِهِمْ۔ قال الشيخ بن عربي
الطائي قدس سرہ فانه الحق المبين والصادق الذي لا يمينا وبشأن هذا الخط
يذكر الزاجر ولهذا يصيب ولا يخفى ويعني ما يقول ولا يخطى اذا سيطر
للازاجع، السؤال فما هو من اولئك الرجال حال السؤال ما يحكمه السؤل
ان وقع منه الشك في الزمان الشا في قبح حاله ولو يصدق مقاله بذلك الامر
اتفق والا فاق ما لها ذلك التحقيق عند العلماء بهذا الطريق والنقش لا يكون له
مكث فحول له المتعالي ووروده زواله ومن ذلك نزول الملك على الملك ليس
الملك الامن خدمه الملك۔ الملك لا يزل معلما واما يزل معلما فارت
الرحمن علو القرآن۔ انظر الى هذه التكملة الحميدة وتنبه لهذا المنزل
العلية فاسلك فيها سواء السبيل و لو تجتجج الى تاويل غرض من احسن مقبل
في خفض عيش وظل ظليل الى ان قال هو ابن الاعمام المبين لابل ابوة كاش

يكون في جانب اليمين وهكذا اذا وضعت اُخرا الحوت على خط المشرق
يكون موقع المري من اجزاء الحجرة شمس فيكون هو المطلع الاخر لغوت
لانه هو ما بين موقع المري من اجزاء الحجرة وبين ما يصادى طرف خط
العلاقة اى على خط التوالى وان يكون في جانب اليمين . وقس على ذلك سائر
البروج ودرجاتها .

آپ عبارت مذکورہ کے بائیں رقع تناقص فرماؤں گے چار سے قریب ایک سو چلے
ہوئے ہیں مگر خیال اس کے کہ جواب سے بائیں ہی ہوگا پھر کریں قطع اوقات کریں۔ لہذا
اب اسی پر اتمام کیا جاتا ہے۔

السلام

المتبعی الی اللہ المدعو بہ علی شاہ عفی عنہ ربہ . بقا خود از گوئیہ

تمت



نقل فتویٰ

یعنی

نقل اس فتویٰ کی جو دربارہ جواز خروج للعلاج از بلدہ طاعونی جناب میں محمد صاحب
قریشی مرحوم و مدفوع کی درخواست پر خاص بدستخط حضرت قید عالم صاحب مرقعہ جہاد شامت
فتویٰ جناب قادری ہمدانی صاحب کجایا تھا۔

استفتاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طاعونی مقام سے نکل کر
محض بغرض تبدیل آب و ماحول و غیر ذلک لپٹنے والوں کے قریب کسی دوسرے مکان
یا صحن یا فضائی جگہ پر جی کے ارد گرد و قریب چھوڑ دینی یا انہوں میں لوگ سمونت اختیار
کریں اور محض ہمسایہ ترک نہ ہو اور ایک دوسرے کی خبر گیری نہ ہوتی رہے تو باہر نکلتا
جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب وهو المأمور للصواب

بغرض علاج و اصلاح آب و ماحول مرض میں مبتلا ہوں اور جو نہ ہوں وہوں باہر
نکل سکتے ہیں۔ کیونکہ جس سرزمین کی آب و ماحول فاسد ہو گئی ہو اس کی اصلاح و صحت کے لیے
زیادہ مفید ہے۔ فتح الباری اور مرقۃ الصعود میں ہے : وان الاستصلاح الازھویۃ من
انفع الاشیاء فی تصحیح البدن و بالعکس لہذا اکتفرت علی التذلل و علمتہ فیین
کوہدیز پاک سے باہر کی مہل کے فاصلہ پانچ سو گز میں بھیج دیا و عن ابن سعد ان عدد
لقاحہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خمس عشرة و عن ابی عوانۃ کان ثمان و عن ابی
یہدی الحداد بالجہیر و سکون الدال المہملۃ ناحیۃ قبیاء قریبا من عن علی ستۃ
امیال من المدینۃ (قطانی) اور جس وقت عربین کو کھجور صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ طیبہ سے علی صاحبہ الصلوۃ والسلام) باہر نکلنے کی اجازت بخشی تھی اس وقت مدینہ
میں عام طور پر مرض پھیلا ہوا تھا۔ مسلم والی حدیث کا جملہ (وقد وقع بالمدینۃ الموم

وہو العبر سام) حاضر ہو۔ یعنی اہل عرب کے دیہات مندرہ میں آنے سے پہلے عرب ہی
شہر میں مرض پھیلا ہوا تھا کہلا بخفی عن من لہ ادنی مسکة فی العربیة۔
پس خروج علامہ یازہ ہوا ذرا۔ البزازی نے والی حدیث اور احادیث صحیحہ روایت دیہات ہی
ذرا میں کوئی ناقص نہیں اور قائل ہے کہ ان الفاظ کا استدلال حدیث عربین سے ہے نہ عربی
اور قوت نہ دے رہے ہے الفاظ حدیث میں البزازی نے حدیث مذکور سے جواز العلاج ثابت کیا ہے
علامہ ابن قیم کا مطلقہ القاری میں درج باقی قابل و مستدل مذکور یہ فرمانا کہ میرے غیر میں
اعلیٰ صاحب اصولہ السلام (عام طور پر میں پھیلا ہوا نہ تھا میرے اہل عرب نہ تھے وہاں کو
آب و ہوا مخالف ہو سکتی دیر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی) کیا محو ث فاعوان
ہی نہ تھیں ہی جہت قائل رد اعلیٰ من جوز الفراع من الطاعون محتاج بقصۃ عربین
بالنہ لہو یکن ذلک فورا من البوادی اذہو کا نو مستوحش من۔ خلاصہ
دون سائل الناس الخ۔ بخلاف ہے جو مذکور فی حدیث مسلم کے کہ جو کچھ میں پڑوں
اتخاف من الذمام عذاب۔ لہذا علامہ ابن قیم نہیں ہو سکتے۔ دراصل وہ اپنے قریب
جواب مذکور کی یہ ہے کہ در وقت و استدلال علامہ ابن قیم کے زیر نظر بخاری کی حدیث ہے جس
میں جملہ مذکورہ بالا نہیں۔ عمدۃ القاری (حاضر ہو۔ الغرض نظر نہ کیے عربین و انزال علی
مستورہ ذیل خروج علامہ یازہ ہے۔

حدیث غرضی انہ ذلک فورا من البوادی اذہو کا نو مستوحش من کہ ان سے جاری ہوا چلائے
کا حکم بھیجا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص طاعون میں مبتلا ہو بغرض ازالہ مرض و
استئصال امویہ صحرا اور جوطاعون میں مبتلا ہو بقصد حفظ انہم دونوں طاعون مقام سے
باہر نکل سکتے ہیں اور یہ خروج ذرا نہیں بلکہ علامہ ہے۔

یعنی احادیث پر خروج میں وارد ہیں۔ سب سے خروج ذرا ممنوع پایا جاتا ہے نہ
مطلق خروج۔ چنانچہ خلافاً ابن حجر مفتح البیہ میں باب من اخرج من ارض لا
تلا شملہ کے نزل میں کہتے ہیں : و ذکر فیہ قصۃ عربین وقد قدمت البشارۃ
الیہا قریباً وکانہ اشاراً الی ان الحدیث الذی اردہ و بعدہ فی النہی عن الخروج
من الارض الخ و فی فیہا الطاعون لیس علی عمومہ انما هو مخصص بعم
خروج فورا منہ الخ صحیح مسلم والی حدیث یہ ہے : عن انس بن مالک قال اتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففر من عربیۃ فاسموا وایامو وقد وقع
بالمدینۃ نوم وھو لیسام فقالوا لہ الیوم قد وقع یا رسول اللہ فلو اذنت لنا
فخرجنا الی اہل مکنا فیہا۔ الحدیث

علامہ رحمہو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو بائنا و مذکور کر گئے ہیں۔ یعنی ہذا الحدیث
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ من البوادی الی الابل و قد وقع البوادی
بالمدینۃ فکان ذلک عندنا ما لہ اعلم علی ان یتكون خروجہ للعلاج لا للفرار۔
فثبت بطلان ان الخروج من الارض الخ وقع بھا الطاعون مکرر و للفرار و
مباح لکن للفرار اھ۔ ابوہریرہ کا کہ اس سے لزاقون کا معنی ہزار سالہ کے علاج
خروج کے جواز پر اجماع پایا جاتا ہے یہ ہے : ان عمر کتب الی ابی عبد اللہ ان لی
الیک حاجۃ فلا تفتکم حتی یمن یدک حتی تنزل الی فکتب الیہ انی عرفت
حاجتک و اتی فی جند من المسلمین لا اجد بنفسی رغبۃ عنہم فکتب الیہ
اما بعد فانک نزلت بالمسلمین بارض غبیقۃ فارفعہم الی ارض نزهۃ۔ الخ
ابن حجر مفتح البیہ میں اسی کے متعلق کہتے ہیں : فہذا یدل علی ان عمر راى ان
النہی عن الخروج انما هو لمن قصد الفرار و متحصن الخ۔ فقوال وایہ الطاعون
صلی عن قصۃ العربین فان خروجہم من المدینۃ کان للعلاج لا للفرار الخ
پھر بعد اس کے کہتے ہیں کہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی امر کو یاد کر رکھا ہے : وقد
لخط البخاری ذلک فخرجہ قبل ترجمۃ الطاعون من خروج من الارض
التي لا تلا شملہ و سابق قصۃ الدریین۔ مستورہ بارات سے ثابت ہوا کہ علامہ یازہ
بملا یا غیر مبتلا دونوں کے لیے جاز ہے۔

(۲) علامہ فاروق کا معنی ہزار سالہ کے اسی پر اجماع ہے۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے
اسی اثر ابی موسیٰ کے اخیر پر نقل کرتے ہیں : قال ابوالموجہ زعموا ان ابی عبد
کان فی سنیۃ و ثلاثین الف من النما من الجند فماتوا فلو یبق الاستۃ الاف رجل۔

(۳) ابوہریرہ صحابی کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) خلافاً ابن حجر مفتح خروج علامہ کا ترجیح دیتے ہیں جس سے میلان اس کا ہوا نہ کی طرف
پایا جاتا ہے۔

(۵) متفقین عقیدہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ فتاویٰ ہندیہ اور دیگر فقیر و علامہ ہوں۔
احادیث لغوی : فاذا سمعت بہ بارض فلا تدخلوها علیہ و اذا
دخلها علیہ فلا تخرجوا منها فورا من سمع بہ بارض فلا یقد من علیہ
ومن وقع بارض وھو بھا فلا یخرجہ للفرار منہ۔ مسلم۔ اذ سمع
بہ بارض فلا یقد من علیہ واذ وقع بارض وانشہ بھا فلا تخرجوا فورا منہ
احادیث پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوا کہ خروج ذرا ممنوع و ناجائز ہے۔ کما قال النوری

والعینی والسطافی والرتانی وابن حجر والطحاوی وغیرہم "اما الخرج
لعارض فلا بأس به" وہ اعتراف ہیں کہ متفرق سے بیٹھے والے کو تاہم بشرط اشتراك
در جہ شہادت حاصل ہے۔ بخاری و سنن ابی داؤد و ترمذی و دیگر جہاد کے ناظر سے
معلوم ہو سکے ہیں کہ جن کا مقولہ مخالف ہے ہے کہ جو صابراً معتزلاً ہے ٹھہرے اس کو درجہ شہادت
نقصید نہ ہوگا۔

تمہید

بعض اشیاء کا یہی مخالف کسب الحقیقت ہوتا ہے جیسا کہ آدمی جھوٹا لگائے۔
بکری، نماز، دفعہ، قدری، زنا وغیرہ وغیرہ اور بعض اشیاء کے مخالف کو دارم صرف
قصد و نیت پر موقوف ہے نیت ہی کے مخالف سے ان کے مایات الگ الگ قرار دیئے
جاتے ہیں۔ پس یہ مخالف فی الامور متفرق ہوتا ہے۔ متفرق سے شامک اس کا یعنی
باقی روٹی وغیرہ کا ولایت و شہادت کا استعمال نہ کرنا۔ اگر اتفاقی یا غلطی کی وجہ سے ہو تو
اس کو صوم (روزہ) نہیں کیا جاتا۔ اور اگر قصد روزہ ہو تو اس کو صوم کہا جاتا ہے۔ یا منشیع
من لیسیت اگھے سے باہر نکالنا، اگر قصد امان و دفعہ و شروعات ہو تو اس خروج کو تسخیر کہا
جاتا ہے اور اگر قصد جہاد یا زنا وغیرہ ہو تو اس خروج کو تھجج ایسا ہی مقادیر و تھجس سے کہیے
پشتا بقصد قرار ناجائز اور بغرض دھوکا دینے مقابل کے تاکہ وہ گڑھے اور ہم کو موثر
غیر زنی اور تھجج زنی کا طے جائز متفق کے نزدیک ناجائز نہ میں موقوفہ فاعلم کا حکم (۱) اور
پریشان متفرق اور طریق ذکر و دوام جائز و غیرہ وغیرہ۔ علی بن ابی طالب (ع) نے بھی جہاد و غزوہ
سے باہر تھجج بقصد قرار ناجائز اور بغرض علاج جائز خروج لفظ اور خروج لفظ علاج میں فرق۔
یہ پہلی صورت میں لکھنے والے کا خیال یہی ہوتا ہے کہ خروج کو صرف ذریعہ نجات سمجھتا ہے علاج و
مداوی کا خیال اقلیٰ اقلیٰ اس کے ذہن میں نہیں ہوتا بلکہ مختلف دوسری صورت کے کہ یہاں پر شہادت
لکھنے کو ذریعہ نجات نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہاں پر وہاں کے استعمال و ہر خارجی کو ذریعہ نجات
تصور کیا جاتا ہے اور مخلوط حالات اس کا یہی نام ہوتا ہے نہ صرف خروج بلکہ مختلف پہلی صورت
کے کہ وہاں قصود و موقوفہ خروج و جہاد ہی ہوتا ہے۔ لہذا فارغین صحیح و معطل صحیح کی
بیانات کا خیال نہیں کرتا۔ بلکہ قصد علاج لکھنے والے کو کھجور و کھجور یا بیانی ضرورت
ہوتی ہے۔ الغرض دونوں صورتوں میں فرق نہایت غور یعنی سے معلوم ہو سکتا ہے بلکہ ہم
امر نہیں۔ لہذا غور و تفرق سے متعلق و کامل الامان کو بھی اہل زمانہ نے طاعون غواہی سے
والے معاملہ میں غرض من الطاعون قرار دیا تاکہ آپ خدا و من الطاعون کو

ہرگز جائز نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اس سے آپ کے ہر بلانک و جملہ کورہ فی الحدیث فلا
تدخلوها محتاج کو اپنی رائے و بارہ رجحت میں اصرار قائم کرنے کے بعد بھی کچھ
ابعدیہ ان الجراح کو دوبارہ تاکید تحریریں لکھ کر ان سے بعد شہادت کو چاہا جاسکتا
بقصد علاج تھی، نہ بغرض فرار۔ چنانچہ آپ کے افعال و ان اردن الارض و بلیتہ و بحقیقہ
غریبہ و ان الجبابہ ارض زہرۃ فظہر بالمہاجرین الیہا تبدیل ہوا پر صاف
ولایت کر رہے ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا پہلے مکتوب سے انکار اور دوسرے کے بعد
کلیں شہادت کے خیال کی تائید فرق پر بھی یقینی ہے انہوں نے فرار بھکر لکھا تھا اور
ثانیاً علاج خیال یا تو کتب لکھی۔ قال الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ و علی حدیثی و اللہ
اعلم و جمع عمر البتاس من سورۃ الاعلیٰ انہ قار صاعد نزل بھم ان شعل قال
و کذا اللہ ما زاد بکتاہ الی ابی عبیدہ ان یرجھو من ہو و من معہ مو
جند المسلمین انما ہولنا ہذہ الجبابہ و عن الاررد۔ غور و تفرق فرار
والی تہمت سے برکت بیان فرماتے ہیں: انما ہولنا ہذہ الجبابہ و عن الاررد۔ غور و تفرق فرار
ابعدیہ ان الجبابہ ارض زہرۃ فظہر بالمہاجرین الیہا تبدیل ہوا پر صاف
ولایت کر رہے ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا پہلے مکتوب سے انکار اور دوسرے کے بعد
کلیں شہادت کے خیال کی تائید فرق پر بھی یقینی ہے انہوں نے فرار بھکر لکھا تھا اور
ثانیاً علاج خیال یا تو کتب لکھی۔ قال الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ و علی حدیثی و اللہ
اعلم و جمع عمر البتاس من سورۃ الاعلیٰ انہ قار صاعد نزل بھم ان شعل قال
و کذا اللہ ما زاد بکتاہ الی ابی عبیدہ ان یرجھو من ہو و من معہ مو
جند المسلمین انما ہولنا ہذہ الجبابہ و عن الاررد۔ غور و تفرق فرار
والی تہمت سے برکت بیان فرماتے ہیں: انما ہولنا ہذہ الجبابہ و عن الاررد۔ غور و تفرق فرار

(۲) موت۔ طاعونی مقام سے حمل بغرض پینے کے طاعون سے کہیں دوسری جگہ نکل جائے بغرض اس کے کہ اس کو علاج پر تبدیل ہو یا احتراز از مہلکہ مصلحت ہو یا غرض ناجائز ہے۔ پانچو احادیث صحیحہ سے عدم جواز اس کا بخوبی ثابت ہے۔

(۳) یہ کہ بعض بقصد حاجت دینی یا دنیوی بغیر ارادہ قرار نہیں جلا جائے یہ فروع بالاعتق جائز ہے۔ قال النووي واتفقوا علی جواز الخروج لشغل وغرض غیر للقرار ودلیلہ صریح الاحادیث۔ لکن فی فتح الباری وعمدة القاری وارشاد الساری والذرقانی وغیرہ۔

(۴) یہ کہ کسی طلب دینی یا دنیوی کے لیے نکلے مگر ساتھ ہی یہ بھی فروع ہو کہ طاعونی مقام سے نجات حاصل ہوگی اس صورت میں اختلاف ہے۔

قال الحافظ فی فتح الباری والثالث من عودتہ لہ حاجۃ فاراد الخروج الیہا وانضم الی ذلک انہ قصد الراحة من الإقامة بالبلد البلیغ وقع یہا الصالحون فہذا محل النزاع۔

۵۱) یہ کہ بغرض اصلاح و تبدیل ہوا مکان چھوڑ کر پینے مکانوں کے نزدیک کسی دوسرے مکان یا یمن یا فساد کی جگہ بستی کے ارد گرد چھوڑے یا یمن میں سکونت اختیار کرے ایسی صورت میں بھی کوئی عائد نہیں بشرطیکہ حق ایما و امانت، عیادت و تہنیز وغیرہ ترک نہ ہو۔ اسی بنا پر فقہاء کا حکم ہے کہ اگر بستی طاعونی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حق تلفی کا اندیشہ نہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ایما میں طاعونی مقام سے خروج کے بھی عذر ہونے کی وجہ یہی سمجھتے ہیں کہ حقوق ایما و امانت ترک کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

دوسری شرط جواز کی یہ ہے کہ نکلنے والا فروع کو موجب نجات نہ سمجھے۔

تنبیہ

یہ امر بھی فرق بین العلاج و الغزار کی طرح قابل غور ہے عام فہم نہیں۔ واصل بات یہ ہے کہ نسبت الی السبب تحقیق طور پر بتانی ہے شان مومن کے بلکہ کونہ انکار از سبب کہ ہے۔ ہاں مجازی طور پر کوئی مضائقہ نہیں بشرط انیت الودیع البقل مبار نے انحراف کو اگایا مومن کو مقولہ ہو تو نسبت اگالنے کی بہار کی طرف مجازی ہوگی اور درحقیقت اگالنے والا حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ اور یہی جگہ اگر منکر الودیت کے تو اس حدیث ہوگا۔ عام کا یہ کہ ناکثت نیمو غریوہ سے مجھے شفا ہوئی اس کا یہ مطلب

ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ شربت مجھے شفا بخشی ہے نہ کہ شربت مستقل طور پر شفا ہے۔ علی بن ابی طالب سے مروی تمام سے نکلنا مومن کے خیال میں تحقیقی طور پر ہوجائے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ مجاز اگایا جاسکتا ہے کہ نکلنے کے بجائے گراں ہو۔ یعنی نکلنے کے بعد اگر تھکے تو تھک جائے گا کہ میرے لیے سبب نجات بنا دیا ہے۔ مشیت ایزدی اسی پر بخوبی مختلف دوسری اور منکر الودیت کے کہ وہ چونکہ اسباب کو مؤثر مستقل طور پر سمجھتا ہے تو اس کے فاسد خیال میں مشیت ایزدی کو اسما و اندرا گزری نہیں۔ لہذا وہ قطعی طور پر نسبت ایزدی السبب کو سمجھتا ہے یعنی کہ سبب ہے کہ نکلنے کی صورت میں ضرورتاً جانوں کو مختلف مومن کے کہ وہ نکلے پر بھی پکے کو مطلق مشیت ایزدی سمجھتے ہیں۔ یہ ہے قول ذیل شریف علیہ السلام محدث دہلوی کا۔ اس میں لفظ البتہ قابل غور ہے۔

وآخر مقتدا وکنکر اگر غریوہ اہستہ سے مرو۔ و اگر غریوہ اہستہ سلامت مہمانہ کا فز گرد و فروع اہستہ من ذلک۔ اور تحریر ہذا میں لفظ (موجب) ہمارے خیال میں باہر نکلنے والے مسلمانوں سے کوئی ایسا نہیں جو دوسری اشیاء کے طاعتی اقتدار سے بلکہ عام لوگ ہر کام میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو محفوظ رکھتے ہیں اور دوسرے شخص کی سمجھتے ہیں۔ ف: حسب بیان امام نووی رحمۃ اللہ علیہ از ال ضرر کے اسباب تین قسم ہیں:

(۱) مقطوع النفع: جیسے بھوک پیاس کے لیے کھانا کھانا پانی پینا اور سبب، پیچھے قہر اور آگ سے بھگانا۔

(۲) مودوم النفع: چنانچہ داغہ اور منتر پڑھنا۔

(۳) مفلتوں النفع: چنانچہ فصد، حجت، مسلت کا استعمال ایسا ہی مجزاً ہوتا ہو۔ پہلی صورت میں ترک اسباب نہ رہے تو فیل کو شرعاً ممنوع ہے۔

دوسری صورت میں ترک افضل و اولیٰ ہے اور استعمال خلاف توکل۔ قال الغزالی فی احیاء العلوم واما المودوم فشرط التوکل ترکہ اذ بہ وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التوکلین۔ انتہی۔

تیسری صورت میں ترک ضروری ہے اور استعمال خلاف توکل۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واما الدرجه للتوسط وہی المظنونة کالدواء بالاسباب الظاہرة عند الاطباء ففعلہ لیس مناقضاً للتوکل بخلاف المودوم و ترکہ لیس محظوراً بخلاف المقطوع بل تدکیون افضل من فعلہ فی بعض الاحوال و فی بعض الاشخاص یعنی علی درجہ بین الدرجتین ویدل علی ان السداد و سی غیب مناقض للتوکل بعلل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و قولہ و امرہ و الخ

طاہری نے مقدمہ کے ہر ٹکڑے کو دکر کرنا اور جو پایڈ سے متعلق ہو یا اصول القیاسیات و شہادت کے برخلاف، معقول، منطقی، شائع ہے، بلکہ آخر میں صلی علیہ وسلم کی اجازت اور عرف و فہم کے لئے اشارت ہے پایڈ جو ایک کافیہ میں نہ ثابت ہے، چنانچہ واقعہ میں تحریر اور دفعہ اول میں موافق اس پر شائع ہے۔ بناءً علیٰ ذکر الطریقہ صریحاً مقدم میں بھی ذکر کیا پایڈ کے دکر کرنا جائز ہو گا۔ ایک باہر چلا جانے کو بدیں و دیگر کہ اس سے متعلق اسید و اسوات، بیاد پر کسی و غیرہ گیری و تجزیہ و تفسیر و جملہ جوں کے نام لگانا نہ کہ جملہ کے اور ماہر غزال کے نہیں ہے جو ہر مسئلہ کی علت بھی بیان فرمائی ہے۔ قریح خالص علیہ فی العلمۃ فی النہی عن عقارت الدین علیہ السلام۔ دفعہ دوم الطاعون نے اس وقت ہذا الباب لا وتحد عن الدین الصیحاء و یقی فیہ الرضی مہملین لا متعہد لہم فیہم کنون ہر و وضو۔

۱۷۔ تجزیہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض مومن بعض اشخاص اور چیزوں کے حوالے سے جو لوگ بستی سے نکلیں انھیں غلط فہمیاں لگ سکتی ہیں۔ لیکن اگر مریض کو کنبہ کا بدلہ اصلاح کے مسئلے سے الگ ہوگا تو بستی سے نکلتے ہی بستی کے مسئلے سے الگ ہو جائے گا۔ اس میں پہلے دو کتاب کا انتساب قابلِ غور ہوگا۔ ۱۸۔

جہاں کی طرف ہذا کا عمل خالص حقانیت کا ہے اور جہاں کے شرع و عبادت جہاں کے شرع و عبادت کے مطابق ہے۔
 قوت نہ ہو۔ نہ کہ وہ واجب ہے اور نہ وہ ہی کے لئے ہے۔ نہ کہ وہ ہی کے لئے ہے۔ نہ کہ وہ ہی کے لئے ہے۔
 جتنا جسراں کر گزشتہ والی طاقتوں میں اسی پر عمل ہے۔ اور اس کے موجب اور شدت و کثرت اور
 صادر اور محسوس ہونے کے نہ کہ وہ دین کے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ شہادت کے کوئی اور امر
 نہ ملے جو دین کے شہادت ہوگا۔ شہادت کے لئے باقی چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

هذا ما في على القاصم الان
والحمد لله اولا وآخرا
ما تقاب الملو ان

الملتجى الى الله المدعو بمهر على شاه عفى عنه بقام خود از گولر